Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 17

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

4 جمادی الثانی 1433 ہجری قمری ۔ 26 شہادت 1391 ہش 26 اپریل 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ۔

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ مشہور ہے وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اُس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔

(ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پس ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ **الاستقامۃ فوق الکرامۃ** مشہور ہے وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اُس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔

انسان میں نفس بھی ہے اور اُس کی تین قسمیں ہیں۔ امارہ لوّامہ، مطمئنہ۔ امّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے مگر حالت لوامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کُتے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اُسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا۔ اُس نے جواب دیا۔ بیٹی انسان سے کتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر اُن کو **اعرض عن الجٰھلین** (الاعراف ۲۰۰) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کیلئے دُعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزت پر حرف نہ لاسکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہوکر آپ کے قدموں پر گرے۔ یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوامہ کی ہے۔ جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کرلیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے۔ اسی قدر اُس سے عزت بچا لوگے۔ اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہوجاؤ گے اور ذلت خرید لوگے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہوجاتا ہے۔ وہ دُنیا اور ماسوی اللہ سے بکلی انقطاع کرلیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دُنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دُنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کیلئے بشارت عظیم:

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے **وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ** (آل عمران: ۵۶)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہؔ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کرکے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہوسکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق وفجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں ایک بار پھر اُن لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دُنیا میں صداقت اور راستی کی رُوح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواتھی، مگر اس پر بس نہیں ہوتی اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

(بحوالہ: ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ۔ جلد اوّل صفحہ ۶۴۔۶۵ ایڈیشن ۲۰۰۳)

121 واں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہرلحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہندو میرج ایکٹ میں تبدیلی ایک جائزہ

قسط دوم

گزشتہ قسط میں ہم ہندو مذہب میں طلاق کے متعلق پائی جانے والی تعلیم پر گفتگو کر چکے ہیں۔ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہندو مذہبی کتب میں طلاق کی تعلیم نہیں پائی جاتی اور دو ہزار سال سے ہندو سماج میں طلاق کی بات نہیں سنی جاتی بلکہ اس کے برعکس شادی کو جنموں جنموں کا بندھن (تعلق) مانا جاتا ہے اُونچی ذات کی ہندو عورت کیلئے ہر حالت میں اُس کا خاوند ہی واحد لاشریک اور ہر صورت میں قابل قبول ہوتا ہے جبکہ نیچی ذاتوں میں خصوصاً شودروں میں نیوگ اور ایک سے زائد شادیوں کی رسموں کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے مگر ہندو دھرم شاستر اسے قبول نہیں کرتے۔

آیئے دنیا کے مذاہب میں سے ایک دوسرے مذہب یعنی موسوی شریعت کا جائزہ بابت طلاق لیں۔ موسوی شریعت کے ماننے والے یعنی یہودی اور عیسائی آج دنیا میں اکثریت میں ہیں اور دنیا میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مجموعی تعداد دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں سے سب سے زیادہ ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام شرعی نبی تھے۔آپ کو جو شریعت ملی وہ توریت کہلاتی ہے۔توریت میں استثناء باب ۲۴ میں طلاق کے ضمن میں لکھا ہے کہ

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بے ہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اس کی التفات نہ رہے تو وہ اُس کا طلاق نامہ لکھ کر اُسے کے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے اور جب وہ اس کے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہوسکتی ہے۔ پر اگر دوسرا شوہر بھی اُس سے ناخوش رہے اور اُس کا طلاق نامہ لکھ کر اُس کے حوالے کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرا شوہر جس نے اُس سے بیاہ کیا ہو مارا جائے تو اُس کا پہلا شوہر جس نے اُسے نکال دیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہوجانے کے بعد پھر اُس سے بیاہ کرنے جائے کیونکہ ایسا کام خداوند کے نزدیک مکروہ ہے“۔

(استثناء باب ۲۴ آیت ۱ تا ۴) مطبوعہ ۱۹۵۸ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب طلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اُس کا جواب اِن الفاظ میں دیا:۔

”اور فریسیوں نے پاس آکر اُسے آزمانے کیلئے اُس سے پوچھا کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے؟ اُس نے اُن سے جواب میں کہا کہ موسیٰ نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا موسیٰ نے تو اجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں مگر یسوع نے اُن سے کہا کہ اُس نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تمہارے لئے یہ حکم لکھا تھا خلقت کے شروع سے اُس نے اُنہیں مرد اور عورت بنایا اسی لئے مرد اپنے باپ سے عورت اپنی ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔اور وہ اُس کی بیوی دونوں ایک جسم ہوں گے۔پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے اور گھر میں شاگردوں نے اس سے اس کی بابت پھر پوچھا اُس نے اُن سے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ اس پہلی کے برخلاف زنا کرتا ہے اور اگر عورت اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے“۔

(بحوالہ مرقس کی انجیل باب ۱۰ آیت ۱ تا ۱۲)

اسی طرح لوقا کی انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول درج ہے کہ

”جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔اور جو شخص شوہر کی چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے“۔ (بحوالہ لوقا باب ۱۶ آیت ۱۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے طلاق کی اجازت دی ہے یعنی شریعت موسوی میں طلاق کی اجازت ہے۔مطلقہ عورت کو دوسری بار شادی کی اجازت ہے لیکن اگر دوسرا خاوند بھی مارا جائے یا اُسے چھوڑ دے تو پھر وہ عورت دوبارہ شادی نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ایسا کام خداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ رہنے کے لئے ایک جسم بننے کیلئے بنایا ہے لہٰذا ان دونوں میں طلاق درست نہیں ہے۔ جو شخص اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری عورت کرتا ہے وہ دوسری عورت کے نزدیک زنا کرتا ہے۔اسی طرح وہ عورت جو خاوند کو چھوڑ کر دوسرا مرد کرتی ہے وہ بھی زنا کرتی ہے۔

اس تعلیم کا یہ نتیجہ نکلا کہ عیسائی مذہب کی تعلیم میں طلاق کو ممنوع قرار دیا گیا اور اسے کسی حالت میں بھی جائز نہیں ٹھہرایا گیا اور اس پر عمل بھی ہوتا رہا۔ چنانچہ پولوس رسول نے اپنے خط میں کرنتھیوں کو لکھا کہ

”جن کا بیاہ ہوگیا ہو اُن کو میں نہیں بلکہ خداوند کریم کہتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے جدا نہ ہو اور اگر جدا ہو تو یا بے نکاح رہے یا اپنے شوہر سے پھر ملاپ کرے۔نہ شوہر بیوی کو چھوڑے۔

(پولوس رسول کا پہلا خط کرنتھیوں باب ۷ آیت ۱۱۔۱۲)

عیسائی مذہب کی مقدس کتاب بائیبل کی روشنی میں جہاں مرد کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے وہیں بیوی کو بھی اپنے شوہر کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔مگر طلاق کی حالت میں طلاق نامہ ایک دوسرے کو دینا پڑے گا لیکن اس کے ساتھ ہی تورات نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ طلاق کے بعد کسی دوسرے سے شادی کرنا بدچلنی ہے اور جہاں تک ممکن ہو دوبارہ شادی نہیں کرنی چاہیئے۔حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم میں طلاق کے متعلق احکامات پائے جاتے ہیں لیکن ان دونوں انبیاء کرام کی تعلیم میں ہمیں طلاق کے بعد عورت کے حقوق کے متعلق کوئی واضح تعلیم نظر نہیں آتی اس طرح طلاق لینے والے جوڑے کے بچوں کے کیا حقوق ہوں گے اور ان کی نگہداشت کے متعلق کیا حکم ہے اس پر یہ کتب خاموش نظر آتی ہیں۔

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ عیسائی مذہب میں طلاق کو ناپسند قرار دیا گیا ہے لیکن اس تعلیم کے برعکس آج ہمیں اکثر عیسائی ممالک میں طلاق کے معاملات نظر آتے ہیں اور ملکی قوانین بابت طلاق بنائے گئے ہیں۔ یوروپین ممالک جن میں اکثر عیسائی ممالک ہیں۔ وہاں طلاق کی شرح دیگر براعظموں سے زیادہ نظر آتی ہے چنانچہ جب ہم مغربی ممالک میں طلاق کی شرح کا جائزہ لیتے ہیں تو حیران کن حقائق سامنے آتے ہیں۔ بظاہر عورت کے حقوق کے علمبردار اُس کے حقوق کے تحفظ کیلئے جلسے جلوس کرنے والے ممالک میں ہی عورت کی حالت ابتر نظر آتی ہے۔ چنانچہ divorcecenter.org ویب سائٹ کے مطابق دنیا کے دس بڑے طلاق ہونے والے ممالک کے نام درج ذیل ہیں۔

رشیا۔اروبا۔امریکہ۔پاناما۔یوکرین۔بیلاروس۔مالدوا۔کیوبا۔چک ریپبلک۔ساؤتھ کوریا۔

اگر آپ صرف دنیا کی سپر پاور امریکہ میں ہونے والی طلاق کی تعداد پر غور کریں تو حیران کن حقائق سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔سن 2002 میں 15 سے 44 سال کی عورتوں میں شادی شدہ عورتوں میں سے 29 فیصد کا طلاق ہوا۔جبکہ 2012ء میں یہ تعداد 40 فیصد سے 50 فیصد درمیان رہنے کی اُمید ہے۔طلاق کی وجوہات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ویب سائٹ لکھتی ہے کہ یونیورسٹی آف لووا نے اپنی تحقیق میں پایا ہے کہ 18 سال سے کم عمر میں اپنا کنوارا پن ختم کرنے والی لڑکیوں میں شادی کے 10 سال کے اندر اندر طلاق کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ پھر امریکہ کے کسی ایک سٹیٹ میں بھی شادی شدہ ازدواجی زندگی کی حالت کو بہتر نہیں کہا جاسکتا۔ نیویارک جو ساری دنیا میں مشہور و معروف شہر ہے اس سٹیٹ کی حالت یہ ہے کہ اس میں سال 2002 میں 1000 آدمیوں میں سے 7.3 فیصد نے شادی کی جبکہ اس کے مقابل 3.4 فیصد نے طلاق حاصل کی۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ دنیا کے دس سرفہرست طلاق لینے والے ممالک میں ایک بھی مسلم ملک نہیں ہے۔لیکن اسلام دشمن طاقتیں اپنی میڈیا کے زور سے یہ شور ڈالتی ہیں کہ مسلم عورتیں مجبور مظلوم، بیکس و بیچاری ہیں حالانکہ خود ان کے ممالک عورت کے تحفظ میں ناکام نظر آتے ہیں۔

مختصر یہ کہ عیسائی مذہب کی تعلیم کے نتیجہ میں دنیا میں بڑے بڑے عیسائی ممالک میں طلاق کا چلن عام ہوگیا ہے۔اور ازدواجی زندگی میں صبر اور حوصلہ ختم ہوتا جارہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر میاں بیوی ناراض ہوکر طلاق لے لیتے ہیں۔اس کا سب سے بُرا نتیجہ ان دونوں کی اولاد پر پڑتا ہے میاں بیوی تو علیحدگی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اُن کی اولاد ساری زندگی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پستی ہے اور والدین کی محبت سے محروم ہوجاتی ہے۔

طلاق کے متعلق ہندو مذہب اور عیسائیت میں پائی جانے والی تعلیمات اور اس کے اثرات کا جائزہ لینے کے بعد انشاء اللہ اگلی قسط میں ہم اسلام میں عورت کے متعلق پائی جانے والی حسین تعلیمات کا جائزہ لیں گے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

منظوری سالانہ ذیلی اجتماعات بھارت 2012

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بھارت کی ذیلی تنظیمات کے سالانہ اجتماعات 2012 کی مندرجہ ذیل منظوری فرمائی ہے۔

- اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 13-14-15 اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار۔
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات۔
- اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات

تمام ذیلی تنظیموں کے ممبران و ممبرات قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔یہ اجتماعات تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ کے قبول احمدیت اور جرأت ایمانی اور شجاعت اور دلیری کے ایمان افروز واقعات، جنہوں نے ہر قسم کی سختیوں کو برداشت کیا لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔

آج 123 سال گزرنے کے بعد بھی احمدیوں کے خلاف ایسی ہی سختیاں روا رکھی جارہی ہیں۔ لیکن احمدیت کا قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سب مخالفت کے باوجود آگے سے آگے بڑھتا چلا جارہا ہے اور انشاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا۔

دنیا میں ہر جگہ احمدی اپنے ایمان کے اظہار میں پختہ تر ہوتے چلے جارہے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہیں کہ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ۔ خوف ہے تو خدا کا، نہ کہ کسی مخلوق کا۔

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب آف نوابشاہ کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2/مارچ 2012ء بمطابق 2/امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج میں پھر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ واقعات پیش کروں گا جو ان کے احمدیت قبول کرنے کے بعد جرأت اور شجاعت کے متعلق ہیں۔ نیز ان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کتنی گہرائی میں وہ دین کو سمجھنے، قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے اور جب ایک دفعہ سمجھ آجاتی تھی اور قبول کرلیا تو پھر اس راہ کی ہر تکلیف اور ہر ظلم کو انہوں نے برداشت کیا۔ رجسٹر روایات صحابہ سے مختلف عنوانوں کے تحت میں نے واقعات اکٹھے کروائے ہیں جو مختلف وقتوں میں پیش کرتا رہوں گا۔

بہرحال اس وقت چند واقعات ہیں جن سے اُن کی شجاعت اور دلیری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں اور ایوب بیگ، مولوی عبداللہ ٹونکی کے مکان پر گئے اور مولوی عبداللہ ٹونکی کو مرزا ایوب بیگ صاحب نے پوچھا کہ آپ نے ہم کو اور ہمارے آقا کو یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر کیوں کہا ہے؟ مولوی صاحب اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر تھے اور فتوی کفر میں انہوں نے بھی اپنی مہر ثبت کی تھی۔ مرزا صاحب کے سوال پر (یعنی مرزا ایوب بیگ کے سوال پر) اُس نے کہا کہ چونکہ (فلاں فلاں مولوی)، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالجبار غزنوی نے فتویٰ دیا ہے اس لئے مَیں نے بھی لکھ دیا۔ تو حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب نے اس کو کہا بڑی دلیری سے کہ چونکہ یہ تمام جہنم میں جائیں اس لئے آپ بھی ساتھ (جہنم میں) جائیں۔ اس پر کہنے لگا مَیں نے غلطی کی ہے۔ مَیں نے مرزا صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا۔ اس پر ہم دونوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب کتابیں جو اُس وقت لکھی جاچکی تھیں، اُس کے گھر جا کردے آئے اور تین مہینے کے لئے اُس سے کہہ دیا کہ آپ ان کا مطالعہ فرمالیں۔ تین ماہ کے بعد ہم پھر گئے۔ پھر کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔ (یہ دونوں نوجوان تھے۔ ان کو کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔) ابھی آپ نہیں سمجھ سکتے۔ (کہتے ہیں) مرزا (ایوب بیگ) صاحب نے فرمایا کہ بی۔ اے پاس تو مَیں ہوں۔ (پڑھا لکھا ہوں، بی۔ اے پاس ہوں۔) اگر انگریزی آپ نے پڑھنی ہے تو مجھ سے پڑھ سکتے ہیں۔ اگر مجھے کبھی عربی پڑھنے کی ضرورت ہوئی تو آپ سے پڑھ لوں گا۔ اگر ہم آپ کے خیال میں بچے ہی ہیں تو بچوں پر تو کوئی حساب کتاب ہی نہیں۔ کیا آپ ایسا ہمیں لکھ کردے سکتے ہیں۔ (پھر ہم وہاں سے آگئے۔ کہتے ہیں) تیسری دفعہ (ہم) پھر گئے اور خواجہ کمال الدین کے خسر خلیفہ رجب الدین کو ساتھ لے گئے کیونکہ وہ بوڑھا تھا۔ ہم اس خیال پر اُسے ساتھ لے گئے کہ اگر وہ اب کے بھی کہے گا کہ تم ناسمجھ بچے ہو تو ہم خلیفہ صاحب کو پیش کردیں گے۔ اس پر مولوی عبداللہ نے خلیفہ رجب الدین (صاحب سے ادھر اُدھر کی) باتیں شروع کیں کہ بہت اچھا ہوا کہ مسلمانوں نے آٹے دال کی دکانیں کھول لی ہیں اور مٹی کے برتنوں کی دکانیں کھول لی ہیں۔ (لکھتے ہیں کہ) یہ لیکھرام کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس پر ایوب بیگ نے مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ الٰہی قیامت کے دن میں خدا کے سامنے اسی طرح مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہوں گا کہ الٰہی! تین دفعہ ہم اس کے مکان پر چل کر گئے۔ اس نے ہم کو نہیں سمجھایا کہ ہم کیوں کافر ہیں۔ اس پر مولوی عبداللہ ٹونکی نے کہا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اس پر ایوب بیگ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تو میں آپ کو عمر بھر کبھی السلام علیکم نہیں کہوں گا۔ پھر وہاں سے ہم اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر آئندہ اس عہد کو مرزا ایوب بیگ نے اپنی زندگی بھر پورا کیا۔ اور مَیں نے مولوی عبداللہ کی زندگی تک پورا کیا۔'' (رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 9 صفحہ 26 تا 28)

یہ ڈھٹائی جوان نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کی ہے، جو اُس وقت سے چلی آرہی ہے اور آج تک چلتی چلی جارہی ہے۔ کتابیں پڑھتے نہیں یا کچھ حصہ پڑھ لیں گے اور بغیر سیاق و سباق کے یا دیکھا دیکھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے شروع کردیں گے بلکہ عرب ملکوں میں تو اکثر جو واقعات وہاں سے آتے ہیں وہ یہی ہے کہ پاکستان کے مولویوں نے متفقہ طور پر کیونکہ احمدیوں کو کافر کہہ دیا اس لئے اب یہ کافر ہیں ہمیں اور کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ تو احمدیت کی ابتدا سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ آج تک اُسی طرح چلتا چلا جارہا ہے۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحب کچھ دن سکول نہیں گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ چوتھے روز مَیں سکول گیا تو مجھے ایک شخص مرزا رحمت علی صاحب آف ڈسکہ جو انجمن حمایتِ اسلام میں ملازم تھے، (انہوں) نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تم چار دن کہاں تھے۔ مَیں نے صاف صاف اُن سے عرض کردیا کہ مَیں قادیان گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بیعت کر آئے؟ مَیں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہاں مت ذکر کرنا۔ مَیں بھی احمدی ہوں اور مَیں نے بیعت کی ہوئی ہے مگر مَیں یہاں کسی کو نہیں بتاتا تاکہ لوگ تنگ نہ کریں۔ مگر مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ مَیں تو اس کو پوشیدہ نہیں رکھوں گا چاہے کچھ ہو۔ چنانچہ ہمارے استاد مولوی زین العابدین صاحب جو مولوی غلام رسول قلعہ والوں کے بھانجے تھے اور ہمارے قرآن حدیث کے استاد تھے اُن سے مَیں نے ذکر کیا کہ مَیں احمدی ہوگیا ہوں۔ اس پر انہوں نے بہت برا منایا اور دن بدن میرے ساتھ سختی کرنی شروع کردی۔ حتی کہ وہ فرماتے تھے کہ جو مرزا کو مانے، سب نبیوں کا منکر ہوتا ہے۔ اور اکثر مجھے وہ کہتے تھے کہ توبہ کرو اور بیعت فسخ کرلو۔ مگر مَیں اُن سے ہمیشہ قرآنِ شریف کے ذریعے حیات و وفاتِ مسیح پر گفتگو کرتا جس کا وہ کچھ جواب نہ دیتے اور مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے کہ جب اُن کی گھنٹی آئے، (یعنی اُن کا پیریڈ جب آتا تھا) تو وہ مجھے مخاطب

کرتے تھے۔ او مرزائی! بنچ پر کھڑا ہو جا۔ میں اُن کے حکم کے مطابق بنچ پر کھڑا ہو جاتا اور پوچھتا کہ میرا کیا قصور ہے؟ وہ کہتے کہ یہی کافی قصور ہے کہ تم مرزائی ہو اور کافر ہو۔ کچھ عرصے تک مَیں نے ان کی اس تکلیف دہی کو برداشت کیا۔ پھر مجھے ایک دن خیال آیا کہ مَیں پرنسپل کو جو نومسلم تھے اور اُن کا نام حاکم علی تھا کیوں نہ جا کر شکایت کروں کہ بعض استاد مجھے اس وجہ سے مارتے ہیں کہ مَیں احمدی کیوں ہو گیا ہوں۔ اس پر انہوں نے ایک سرکلر جاری کر دیا کہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کوئی مدرس، (کوئی ٹیچر) کسی لڑکے کو کوئی سزا نہ دے۔ چنانچہ اس آرڈر کے آنے پر مولوی زین العابدین صاحب اور اُن کے ہم خیال استاد ڈھیلے پڑ گئے اور مجھ پر جو سختی کرتے تھے اُس میں کمی ہو گئی۔'' (رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 9 صفحہ 127 تا 129)

یہ واقعات کوئی سو سال پرانے نہیں ہیں۔ اُس جہالت کے وقت کے نہیں ہیں بلکہ آج بھی پاکستان میں دہرائے جاتے ہیں۔ آج بھی بچوں سے یہی سلوک ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں ایک طالب علم کا مجھے خط آیا۔ اُس کے بڑے اچھے نمبر تھے۔ ان نمبروں کی بنا پر کالج میں داخلہ مل گیا۔ فیس جمع کروانے گیا تو وہاں انتظامیہ کے کچھ اور بھی افسر بیٹھے تھے۔ انہیں کہیں سے پتہ لگ گیا کہ یہ احمدی ہے تو انہوں نے پوچھا کہ تم احمدی ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں میں احمدی ہوں۔ انہوں نے کہا یہ لو پیسے اور تمہارا داخلہ کینسل اور آئندہ یہاں نظر نہ آنا۔ نہیں تو تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے۔

اسی طرح چند دن ہوئے مجھے ایک لڑکی کا خط آیا۔ بڑے اچھے نمبر اُس کے آئے، پڑھائی میں ہوشیار ہے لیکن بورڈ کے امتحان کا جو داخلہ فارم ہے۔ اب انہوں نے نیا فارم بنایا ہے، کمپیوٹرائز فارم ہے۔ جس پر ٹِک (Tick) کرنا ہے، مسلم یا نان مسلم۔ پہلے تو ہمارے بچے احمدی لکھ دیا کرتے تھے اور اب وہ آپشن (Option) نہیں رہی۔ یہ بچی کہتی ہے کہ کیونکہ آپ نے کہا ہوا ہے کہ مسلمان لکھنا ہے تو مَیں مسلمان کے کالم پر ٹک کرتی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کی جو ڈیکلریشن ہے اُس پر بھی دستخط کرو۔ وہ جب ہم نہیں کرتے تو داخلہ کینسل ہو جاتا ہے۔ تو یہ سختیاں سکول کے بچوں پر اور اچھے بھلے ہوشیار بچوں پر آج بھی ہو رہی ہیں۔ وہاں تو پرنسپل انصاف پسند تھا۔ اُس نے کچھ انصاف کیا اُس نے اور ان پر یہ سختی بند ہو گئی۔ لیکن آجکل تو حکومتی قانون کے تحت یہ بے انصافی کی جا رہی ہے اور انتہا تک کی جا رہی ہے اَور کافی اور بچے بھی ہیں جو اِس لحاظ سے متاثر ہو رہے ہیں۔ بہرحال یہ ظلم چل رہا ہے لیکن اس ظلم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو آجکل کے ہمارے نوجوان ہیں ان کے ایمان بھی مضبوط ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت مہر غلام حسن صاحب اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں اور مولوی فیض دین صاحب بیٹھے تھے (کہ) ایک شخص بنام رحیم بخش صاحب قوم درزی یہاں آیا۔ آ کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آج طبیعت بہت پریشان ہے۔ مَیں نے اُس کی وجہ پوچھی تو وہ بیان کرنے لگے کہ حامد شاہ ایک فرشتہ اور باخدا آدمی ہے۔ ہندو مسلمان اُن کی تعریف کرتے ہیں۔ (سب اُس کی تعریف کر رہے ہیں، چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو۔) آج اُن سے (ایک) بہت (بڑی) غلطی ہوئی ہے۔ آج انہوں نے اپنے ماموں عمر شاہ کو کہا ہے کہ ماموں جان! آپ کا حضرت ابنِ مریم کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹا! میرا تو یہی مذہب ہے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ کسی زمانے میں امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ماموں صاحب! آج سے آپ میرے امام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے کہ ایک انسان کو حی و قیوم اور لازوال مانا جائے۔ دوسری بات یہ کہ سید و مولیٰ سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس عقیدے سے بڑی ہتک ہوتی ہے کہ وہ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے جائیں۔ عمر شاہ نے اس پر کہا کہ اچھا بیٹا آپ آگے کھڑے ہوا کریں اور مَیں پیچھے پڑھا کروں گا۔ (کہتے ہیں اُن کی یہ باتیں سنتے ہی) مَیں نے کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے مان لیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ رہیں تو توحید میں بڑا فرق آتا ہے۔ آپ یہ مت خیال کریں کہ احمدی ہوں۔ مَیں ابھی تک احمدی نہیں مگر مرزا صاحب کی یہ بات ضرور سچی ہے۔ مَیں کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جائے۔ مولوی صاحب نے میرے منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب! کیوں روکتے ہیں؟۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اگر آپ کا عقیدہ ہو گیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے تو اتنا جوش و خروش دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ (ٹھیک ہے۔ آپ نے مان لیا تو آرام سے چپ کر کے بیٹھے رہیں۔ کہتے ہیں) مَیں نے کہا مولوی صاحب! مسجد سے نکلتے ہی مَیں منادی کرتا چلا جاؤں گا، (لوگوں کو بتاتا چلا جاؤں گا) کہ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر ہے تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہتک ہے۔ یہ میری جان گوارا نہیں کر سکتی۔ مَیں نے جاتے ہی اپنے والد صاحب کو سمجھایا اور میرا بڑا بھائی غلام حسین جو عارف والے کا امیر جماعت ہے، (اُس وقت احمدی نہیں تھے) وہ دونوں (میری بات سن کر) جل کر آگ بگولہ ہو گئے۔ اور میرا نام دجال، ملعون وغیرہ رکھا۔ (کہتے ہیں) مجھے یہ خیال آیا کہ کل مجھ پر مولویوں کا حملہ ہو گا۔ مَیں نے رات کے وقت اس احمدی کو جس کو ہم نے مسجد سے روکا تھا، ایک نوکر کے ذریعہ بلایا (ابھی یہ احمدی نہیں ہوئے تھے لیکن اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے جب عقیدہ بیان کیا تو پھر مجھے خیال آیا کہ والدین سے بھی اور بھائی سے بھی ڈانٹ ڈپٹ ہو چکی ہے، اب مولوی بھی میرے پیچھے پڑیں گے تو مَیں نے اُس احمدی کو بلوایا جس کو ہم نے اس وجہ سے مسجد سے نکالا تھا۔) مَیں نے اُسے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب نے وفات مسیح پر کوئی دلیل بھی دی ہے یا یونہی کہہ دیا ہے؟ اُس نے کہا کہ تیس آیات پیش کی ہیں۔ مَیں نے حیران ہو کر کہا کہ ہم دن رات قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ ایک ہی آیت ہمیں بتا دو۔ اُس نے ساتویں سپارے کی آیت ''فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي'' (المائدہ: 118) بتا دی۔ مَیں نے کہا کہ اب میری تسلی ہو گئی۔ اب کوئی مولوی میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ فجر کے وقت مولوی غلام حسن صاحب اور مولوی فیض دین صاحب اور دو تین اور آدمی میرے بھائی کے ہمراہ آئے۔ مَیں مسجد کے دروازے میں کھڑا تھا کہ یہ جا پہنچے۔ مولوی غلام حسن نے کہا کہ مسیح کے آپ کیوں دشمن ہوئے ہیں؟ مَیں نے کہا مولوی صاحب! میں نے کیا دشمنی کی؟ وہ کہنے لگے کہ آپ کا بھائی کہتا ہے کہ یہ مسیح کی موت کا قائل ہو گیا ہے۔ (یعنی اُس بھائی نے یہ شکایت کی تھی۔ تو) مَیں نے کہا مولوی صاحب! کیا کریں وہ تو خود اپنی موت کا اقرار کر رہا ہے اور آپ کی مثال مدعی سست اور گواہ چست کی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ (یہ) کہاں لکھا (ہوا) ہے (کہ مسیح نے اپنی وفات کا خود اقرار کیا ہے۔) مَیں نے کہا قرآن میں۔ وہ کہنے لگے (کہ) کونسا قرآن؟ جو مرزا صاحب نے بنا دیا؟ میں نے کہا مولوی صاحب ذرا ہوش سے بولیں۔ خدا پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) تو فرماتا ہے کہ میرے قرآن کی کوئی مثل نہیں لا سکتا اور آپ یہ کہہ رہے ہیں (کہ مرزا صاحب قرآنِ کریم نے بنا دیا، کچھ تو ہوش کریں۔) کہنے لگے کہاں لکھا ہے؟ مَیں نے ساتویں پارے کی آیت پڑھی۔ کہنے لگے ہم تمہیں ایک ہی گُر بتاتے ہیں کہ ان بے ایمانوں (یعنی احمدیوں) کے ساتھ بات نہ کی جائے، (تبھی تم بچ سکتے ہو اور کوئی گُر نہیں ہے۔) بلکہ نظر کے ساتھ نظر نہ ملائی جائے۔ (اگر نظر ملاؤ گے) تو بھی اثر ہو جاتا ہے۔ (ان دو گُروں کو یاد رکھو تو بچ کر رہو گے۔ کہتے ہیں) مَیں نے کہا مولوی صاحب! سچائی کا اثر ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ (یہ جو آپ مجھے گُر بتا رہے ہیں یہ تو سچائی کی نشانی ہے۔) مولوی صاحب واپس ہو کر چلے گئے۔ میرا بھائی جو مخالف تھا وہ نیروبی میں چلا گیا۔ مَیں نے بیعت کر لی۔ والد صاحب اور بیوی کو بھی سمجھا لیا۔ گویا سب کو سمجھا لیا۔ بھائی کو نیروبی میں جا کر سمجھ آئی۔ وہ دس ماہ کے بعد واپس چلے آئے اور آتے ہی بیعت کر لی۔ (لکھتے ہیں) اب خدا کے فضل سے (جب یہ واقعہ لکھ رہے تھے کہ) ہمارے محلے میں سوڈیڑھ سو افراد احمدی ہیں۔

آج بھی یہی لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ نہ ان سے بات کرو، نہ ان سے نظر ملاؤ۔ اور یہ صرف آج کی بات نہیں ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی یہی کہا جاتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ فرمایا تھا۔ وہ مشہور واقعہ جو حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کا آتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مَیں مکہ میں آیا، تو قریش نے مجھے کہا کہ تم ایک معزز سردار ہو اور سمجھ دار شاعر ہو۔ تم ہمارے ملک میں آئے ہو۔ تمہیں بتانا چاہتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے درمیان دعویٰ کیا ہوا ہے اور ہمارے اندر تفرقہ ڈال دیا ہے اور ہمیں پراگندہ کر دیا ہے۔ اس کے کلام میں جادو ہے جس سے باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور میاں بیوی علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ آپ اور آپ کی قوم بھی، اگر ان کی باتیں آپ نے سن لیں تو وہی حال نہ ہو جائے جو ہمارا ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس شخص سے نہ بات کرنا، نہ اس کی بات سننا۔ کہتے ہیں کفار نے اس قدر اصرار کیا کہ مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ مَیں آپؐ کی بات نہیں سنوں گا۔ بلکہ جب مسجد، خانہ کعبہ میں گیا تو اس ڈر سے کانوں میں روئی ڈال لی کہ کہیں آپ کی کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز میں مشغول تھے۔ مَیں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے آپ کا کچھ کلام مجھے سنوا ہی دیا جو مجھے اچھا لگا۔ تو مَیں نے دل میں کہا کہ تمہارا برا ہو۔ تم ایک زیرک انسان ہو۔ عقل مند ہو۔ شاعر ہو۔ اچھے بُرے کی تمیز جانتے ہو۔ اس شخص کا کلام تو سننا چاہئے۔ اگر باتیں اچھی ہوں گی تو مان لینا۔ اگر بری ہوئیں تو ترک کر دینا۔ کہتے ہیں بہرحال مَیں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی۔ گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا۔ اور جب حضور گھر پہنچے تو مَیں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں یہ باتیں بتائی ہیں اور انہوں نے مجھے اس قدر اصرار سے ڈرایا ہے کہ مَیں نے ڈر کے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی ہے۔ کہیں آپ کی کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے مجھے کچھ باتیں سنوا دی ہیں اور مجھے وہ اچھی لگیں۔ اب مَیں آپ کی باتیں سننا چاہتا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآنِ کریم سنایا۔ اور کہتے ہیں کہ خدا کی قَسم! مَیں نے اس سے خوبصورت کلام کبھی نہیں سنا تھا۔ اور اس سے زیادہ درست بات نہ سنی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوّة للبيهقي۔ باب قصّة دوس والطفيل بن عمرو رضي الله عنه)

تو یہ ہمیشہ سے مخالفین کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔ جادو اگر ہوتا ہے تو مخالفین کی طرف سے ہوتا ہے۔ کبھی انبیاء کی طرف سے نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہی دلیل دی ہے کہ جادو کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کے نزدیک یہ جادو کامیاب ہو رہا ہے تو پھر قرآنی دلیل کے مطابق یہ جادو نہیں بلکہ سچائی ہے جس کو ان کو بھی قبول کر لینا چاہئے۔

اسی طرح حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ سکنہ جموں (یہ جموں کے رہنے والے تھے، خلیفہ نورالدین کہلاتے تھے) یہ لکھتے ہیں کہ ''مَیں مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کو ایک سال تک سمجھاتا رہا۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب پر علماء نے کفر کے فتوے لگائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ تمہارے باپ پر بھی تو مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی محمد لکھو کے والے) کے متعلق کہا کہ اُسے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس سے لکھ کر پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق خدا کا کیا حکم ہے۔ ایک ماہ بعد اس مولوی کا یہ جواب آیا کہ مَیں نے دعا کی تھی، (جواب سنیں ذرا مولوی صاحب کا) مَیں نے دعا کی تھی، خدا کی طرف سے جواب ملا ہے کہ ''مرزا صاحب کافر''۔ مَیں بھدرواہ کام پر گیا ہوا تھا۔ جب

جموں واپس آیا تو مجھے یہ خط دکھلایا گیا۔ مَیں نے کہا کہ الہام کرنے والا خدا نعوذ باللہ کوئی بڑا ڈرپوک خدا ہے جو مرزا صاحب کو کافر بھی کہتا ہے اور ساتھ ''صاحب'' بھی بولتا ہے۔ (یہ نکتہ بھی انہوں نے اچھا نکالا کہ کہہ رہا ہے کہ 'مرزا صاحب کافر'۔ ایک طرف تو اللہ کہہ رہا ہے کہ کافر ہے اور دوسرے 'صاحب' کا لفظ بھی استعمال کر رہا ہے جو بڑا عزت کا لفظ ہے۔) ایسے ڈرپوک خدا کا الہام قابل اعتبار نہیں۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 66 تا 67)۔ تو اس طرح بھی یہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے نکتے نکالا کرتے تھے۔

حکیم عبدالصمد خان صاحب ولد حکیم عبدالغنی صاحب دہلی کے تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی تھی یہ لکھتے ہیں کہ ''مَیں 1891ء میں ایک مولوی صاحب سے جلالین پڑھا کرتا تھا۔ اس میں يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ (آل عمران:56) والی آیت آ گئی جس کی تفسیر میں لکھا تھا (کہ) رَافِعُكَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا مِنْ غَيْرِ مَوْتٍ۔ مَیں حیران ہوا کہ مِنْ غَيْرِ مَوْت کہاں سے آ گیا۔ یہ متن کی تفسیر ہو رہی ہے یا متن کا مقابلہ ہو رہا ہے؟ رات غور کرتے کرتے دو بج گئے۔ اتفاقاً والد صاحب کی آنکھ کھلی۔ انہوں نے اتنی دیر جاگنے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اصل حقیقت کہہ سنائی۔ فرمایا۔ میاں استاد کس لئے ہوتا ہے۔ تم صبح جا کر مولوی صاحب سے یہ معاملہ حل کروالینا۔ چنانچہ مَیں صبح مولوی صاحب کے پاس گیا اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ میاں متقدمین سے لے کر متأخرین تک سب کا یہی مذہب چلا آتا ہے۔ اس میں جھگڑا مت کرو۔ (کہ شروع سے یہی مسئلہ چلا آ رہا ہے، چھوڑو اس کو۔) مگر مَیں نے کہا کہ جب تک میری سمجھ میں نہ آئے میں آگے ہرگز نہیں چلوں گا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔ میرے والد صاحب کو بھی بلوایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آپ استاد ہیں اور یہ شاگرد۔ (میرے استاد کو کہہ دیا کہ تم استاد ہو۔ یہ تمہارا شاگرد ہے۔ مَیں نے تمہارے پاس پڑھنے بھیجا ہے۔) آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔ مَیں اس میں دخل نہیں دیتا۔ اور یہ کہہ کر (والد صاحب تو اُٹھ کر) چلے گئے۔ اور مولوی صاحب نے پھر مجھے کہنا شروع کیا کہ پڑھو۔ مَیں نے کہا جب تک آپ سمجھائیں نہ، مَیں کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ اس پر مولوی صاحب کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے مجھے ایک تھپڑ مار کر کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے اور ایک مرزا کو۔ مَیں حیران ہوا کہ یہ مرزا کون ہے؟ (اُن کی واقفیت بھی نہیں تھی۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بھی نہیں سنا تھا۔ کہتے ہیں مَیں حیران ہو گیا اس بات پر کہ مرزا کون ہے؟) ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں کس اَصل پر قائم ہوں؟ (بہرحال یہ میرا خیال نہیں ہے بلکہ اس کی کوئی بنیاد ہے۔ میرے دل میں جو یہ خیال آیا تو اور لوگ بھی ہیں جو یہ خیال رکھتے ہیں۔) یونہی مَیں نے وقت ضائع نہیں کیا۔ اس پر مَیں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ جب تک سمجھائیں گے نہیں مَیں آگے نہیں چلوں گا۔ یہ دین ہے اور دین میں جبر جائز نہیں۔ آج آپ تھپڑ مار کر مجھے اپنے مذہب پر کر لیں گے۔ کل کو کوئی اور مولوی صاحب دو تھپڑ مار کر اس کے مخالف کہلوالیں گے اور پرسوں کوئی تین تھپڑ مار کر ان کے بھی خلاف کہلوالے گا۔ تو یہ کیا مذاق ہے؟ میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ (اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بات کو پُرانے لوگ یونہی نہیں مان لیا کرتے تھے۔ بڑی گہرائی میں جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں) اس جھگڑے میں گیارہ بج گئے مگر میں نے نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا۔ شام کو دوسرے استاد کے پاس گیا۔ اُس نے بھی کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے اور ایک مرزا کو۔ (پھر اُس نے بھی یہی بات دہرائی کہ ایک تم یہ بات کر رہے ہو، اس کا مطلب پوچھ رہے ہو، دوسرا ایک اور شخص ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیا۔ کہتے ہیں) اس سے میرا دل اور مضبوط ہو گیا کہ میری بات کمزور نہیں ہے۔ پھر تیسرے استاد مولوی عبدالوہاب صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑا قصہ ہے۔ اس کا تو مدعی موجود ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور جس عیسیٰ کی آمد کا لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ مَیں ہوں۔ مَیں نے کہا پہلی بات تو میری سمجھ میں آ گئی ہے مگر دوسری کا ابھی پتہ نہیں لگا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں پنجاب میں گیا تھا۔ بائیس دن وہاں رہا۔ اُن کا ایک مرید مولانا نورالدین ہے۔ حکمت میں تو اُس کا کوئی ثانی نہیں اور مَیں نے اُس کے دینی درسوں کو بھی سُنا ہے۔ بڑے بڑے مولوی اُسکے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ انہوں نے اپنی بیعت کا ذکر نہ کیا۔ (گو یہ مولوی صاحب بیعت کر آئے تھے لیکن اس نوجوان کے سامنے بیعت کا ذکر نہیں کیا) کیونکہ وہ مخالفت سے ڈرتے تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ اونچا مت بولو۔ مولوی عبدالغفور صاحب سُن لیں گے۔ (کوئی دوسرے غیر احمدی مولوی تھے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔) مَیں نے کہا مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں صداقت کے اظہار سے کیسے رُک سکتا ہوں۔ خیر اسی طرح پڑھتے پڑھتے 1905ء کا زمانہ آ گیا۔ (کہتے ہیں میں نے پڑھائی جاری رکھی۔ سال 1905ء آ گیا۔) حضرت صاحب دہلی تشریف لے گئے اور الف خان صاحب سیاہی والے کے وسیع مکان میں فروکش ہوئے۔ ہزارہا لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے گئے۔ مَیں بھی گیا۔ میں مخالف مولویوں کے ساتھ گیا۔ اُن میں طلباء زیادہ تھے اور ہمارے سرغنہ مولوی مشتاق علی تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب پر کچھ اعتراض کرنے شروع کئے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ٹھہر جائیں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے کاغذ اور قلم دوات لے کر ایک مضمون لکھا اور وہ مولوی مشتاق علی صاحب کو دیا کہ آپ اُسے پڑھ لیں۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہ آئے تو مجھ سے دریافت کر لیں اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی لکھ لیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں ایک چھوٹا سا مضمون لکھا، اُس غیر احمدی مولوی کو ہی دیا کہ اسے پڑھ لیں اور سمجھ نہ آئے تو مجھ سے پوچھ لیں اور ساتھ جو مَیں نے مضمون لکھا ہے اس کا جواب مجھے لکھ دیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس غیر احمدی مولوی کو یہ کہا کہ) پہلے آپ میرا مضمون سنا دیں (خود ہی پڑھ کے،) اس کے بعد اس کا جواب (جو آپ لکھیں گے وہ) سنا دیں۔ (تو) مولوی صاحب نے بغیر جواب لکھے حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مضمون سنانا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب نے پھر فرمایا کہ اگر جواب آپ لکھ لیتے تو اچھا تھا۔ (خود بھی اس کا جواب لکھ لیتے تا کہ وقت نہ ضائع ہوتا۔) مگر انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا کہ) مَیں زبانی جواب دے دوں گا۔ (مجھے آپ کے اس مضمون کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔) خیر انہوں نے حضرت صاحب کا مضمون پڑھ کر سنا دیا اور جب سارا مضمون پڑھ کے سنا دیا تو (اس کے بعد) دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ جواب نہیں دے سکے۔ ساتھ کے طلباء میں سے بعض نے کہا کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ جواب نہیں دے سکیں گے تو ہم کسی اور کو سرغنہ بنا لیتے۔ آپ نے ہمیں بھی شرمندہ کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے ایک طالب علم کو تھپڑ مارا۔ (جواب تو آیا نہیں، غصے میں تھپڑ مار دیا۔) اور اُس نے مولوی صاحب کو مارا۔ (اُس نے بھی جواب میں آگے سے مار دیا۔ ہمارے مفتی محمد صادق صاحب تھے، انہوں نے ان دونوں غیر احمدیوں کی لڑائی چھڑائی۔) اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر شروع ہو گئی اور حضرت صاحب کی تقریر میں لوگوں نے کچھ شور کیا۔ جماعت کے لوگوں نے حضرت صاحب کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اُس میں کچھ تھوڑی سی جگہ کھلی رہ گئی تھی۔ (کہتے ہیں) مَیں وہاں (جا کے) کھڑا ہو گیا۔ (ابھی یہ احمدی نہیں ہوئے تھے۔ تو) اکبر خان ایک احمدی چپڑاسی تھے، انہوں نے مجھے مخالف سمجھ کر دھکا دے کر وہاں سے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر مَیں وہاں کھڑا ہو گیا۔ (دل میں تھوڑی سی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک محبت پیدا ہو چکی تھی اس لئے وہ خالی جگہ دیکھ کر وہاں کھڑے ہو گئے کہ کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ کہتے ہیں اُس نے پھر مجھے دھکا دیا۔ جب وہ دوبارہ) دھکا دینے کے لئے آگے بڑھے تو حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت خلیفہ اول نے اُن کو روکا کہ کیوں دھکا دیتے ہو؟ اکبر خان نے کہا کہ حضور! یہ مخالف ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا ہے؟ جو آتا ہے اُس کو آنے دو۔ اس کے بعد مولوی چھریاں والا کھڑا ہو گیا (وہ بھی کوئی نام تھا، مولوی چھریاں والا) اُس نے حضرت صاحب کے متعلق بعض بیہودہ الفاظ کہے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ او چھریاں والے! زیادہ بکواس کی تو تیری زبان پکڑ کر کھینچ لوں گا۔ اس پر حافظ عبدالمجید نے اُس کو منع کیا کہ اس وقت اپنی فوج کی سپاہ بگڑ رہی ہے۔ (اس وقت خاموش رہو اور اخلاق کے دائرے سے باہر نہ نکلو کیونکہ اپنے ہی جو لوگ ہیں وہ بگڑ رہے ہیں ہمیں اپنوں سے ہی مار پڑ جانی ہے۔ اس لئے خاموش کھڑے رہو۔) لہٰذا تم خاموش رہو۔ کہتے ہیں حضرت صاحب نے تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے میرے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پنجوقتہ نمازوں میں بتلائی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحۃ:6)۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت کثرت سے پڑھیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس روز تک (اگر نیک نیتی سے پڑھیں گے تو) اللہ تعالیٰ اُن پر حق ظاہر کر دے گا۔ (کہتے ہیں) میں نے تو اُسی وقت سے شروع کر دیا۔ مجھ پر تو ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی حق کھل گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ 'حامد' کے محلہ کی مسجد میں ہوں۔ (حامد محلے کا نام ہے اس کی مسجد میں ہوں۔) وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ (انہوں نے خواب میں دیکھا۔) مَیں حضرت صاحب کی طرف مصافحہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا تھا کہ ایک نابینا مولوی نے مجھ کو روکا۔ دوسری طرف سے مَیں نے بڑھنا چاہا تو اُس نے اُدھر سے بھی روک لیا۔ پھر تیسری مرتبہ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا تو اُس نے مجھ کو پھر روکا۔ تب مجھے غصہ آ گیا اور مَیں نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ (خواب بتا رہے ہیں کہ) حضرت صاحب نے (خواب میں اُنہیں) فرمایا کہ نہیں، غصہ نہ کرو۔ مارو نہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! میں تو حضور سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو روکتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں نے صبح میر قاسم علی صاحب اور مولوی محبوب احمد اور مستری قادر بخش کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ میر صاحب نے کہا اسے لکھ دو۔ مَیں نے لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے لکھ دو کہ میں اپنے اس خواب کو حضور کی خدمت میں ذریعہ بیعت قرار دیتا ہوں۔ مَیں نے لکھ دیا۔ مولوی محبوب احمد صاحب جو غیر احمدی تھے انہوں نے کہا کہ تم کو اپنے والد کا مزاج بھی معلوم ہے! وہ ایک گھڑی بھر بھی تم کو اپنے گھر نہیں رہنے دیں گے۔ مَیں نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ خیر حضرت صاحب نے بیعت منظور کر لی اور مجھے لکھا کہ تمہاری بیعت قبول کی جاتی ہے۔ اگر تم پر کوئی گالیوں کا پہاڑ کیوں نہ توڑ دے، نگاہ اُٹھا کر مت دیکھنا۔ (چاہے جتنی مرضی گالیاں پڑیں، تو نے کوئی جواب نہیں دینا۔) اب پھر (کہتے ہیں) مَیں اصل واقعہ کی طرف آتا ہوں۔ حضرت صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کے

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

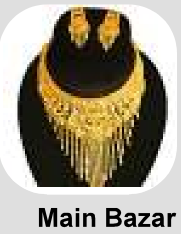

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

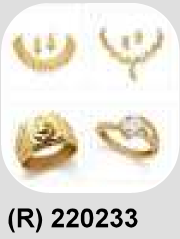

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بعد میں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میاں تم نے دینیات میں کچھ پڑھا ہے؟ مَیں نے کہا حضور مشکوۃ اور جلالین پڑھی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ فقہ میں کہاں تک پڑھا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ قدوری اور (ایک اور نام صحیح طرح پڑھا نہیں جا رہا وہ پڑھی ہے۔ کیونکہ یہ روایات ساری ہاتھ سے لکھی ہوئی ہیں، اس لئے بعض لکھائی پڑھی نہیں جاتی تو) آپ نے دریافت کیا (کہ) منطق میں کہاں تک پڑھا ہے۔ مَیں نے کہا چھوٹے چھوٹے رسالے پڑھے ہیں۔ پھر مَیں نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا اور جب واپس لوٹا تو مولوی عبدالحکیم صاحب نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ راپنی سے چھلواؤ، (چھوٹا رمبہ ہوتا ہے جس سے جوتے بنانے والے یا چمڑے کا کام کرنے والے چمڑے کو چھیلتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ تم نے کیونکہ حضرت مرزا صاحب سے مصافحہ کرلیا ہے۔ اس لئے اپنے ہاتھوں کی جو کھال ہے اس کو ادھڑواؤ۔ تب صاف ہو سکتے ہیں اس کے بغیر صاف نہیں ہو سکتے۔) کیونکہ ان ہاتھوں سے تم نے مرزا صاحب سے مصافحہ کیا ہے۔'' (رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 13 تا 19)۔ (نعوذ باللہ)۔ بہرحال یہ تو بیعت کر کے آ گئے۔

اسی طرح حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ایک واقعہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''وزیر آباد میں ثمن راجگان کو جو وزیر آباد کے شمالی حصے میں موجود ہے ایک بڑا مکان جس میں ریاست راجوری کشمیر کے راجے مسلمان رہتے ہیں، ایک شخص مسمی اللہ والے نے راجہ عطاء اللہ خان صاحب مرحوم سفیر کابل کو جا کر کہا کہ یونہی لوگ غلام رسول کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ راجہ صاحب نے فرمایا تو پھر کیا ہے (یہ احمدی ہو گئے تھے تو انہوں نے کہا یونہی پڑ گئے ہیں) حافظ صاحب کو لاؤ۔ یہاں آ کر بیان کر دیں کہ ہم مسیح کا رفع جیسا قرآنِ مجید میں موجود ہے مانتے ہیں اور نزولِ مسیح جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بھی بیان کر دیں۔ چنانچہ شہر میں منادی کی گئی اور مسلمانوں کے تمام فرقے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے (یہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی احمدی ہو چکے تھے) کہتے ہیں میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ میری بات کو کسی نے نہیں سمجھنا۔ (اشاروں میں بات کروں گا)، صرف ایک شخص ہے جس کا نام حکم سلطان علی تھا، وہ میرے خاندان کا آدمی ہی تھا اگر کوئی سمجھا تو وہ سمجھے گا۔ الغرض جب میں پہنچا تو راجہ صاحب نے فرمایا کہ مسمی اللہ والے نے کہا ہے کہ حافظ صاحب مسیح کا رفع اور نزول مانتے ہیں، کیا یہ سچ ہے؟ مَیں نے کہا بے شک۔ لوگ سب خاموش ہو جائیں تو میں بیان کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب سب خاموش ہو گئے۔ ہزارہا کے مجمع میں مَیں اکیلا ہی احمدی تھا۔ اُس وقت میں نے کہا سنو لوگو! جب قرآنِ مجید میں مسیح کا رفع آیا ہے اور جس طرح حدیث شریف میں نزول کا ذکر (آیا) ہے، مَیں اس کو برحق مانتا ہوں۔ جو اُس کو نہیں مانتا، میں اُس کو بے ایمان جانتا ہوں۔ اتنا لفظ کہنا تھا کہ مخلوق میں آفرین، مبارک بادی کے الفاظ بے ساختہ حاضرین کی زبان سے باآوازِ بلند شروع ہو گئے اور شور پڑ گیا۔ مَیں نے اُس وقت جلدی مجلس سے نکلنا غنیمت سمجھا اور نکل آیا۔ مگر میرے نکل آنے کے بعد اُس شخص حکیم سلطان علی نے میرے خیال کے مطابق جیسا کہ میں نے سوچا ہوا تھا راجہ صاحب کو کہہ دیا کہ تم لوگوں نے کچھ نہیں سمجھا، وہ تمہاری آنکھوں میں خاک جھونک کر چلا گیا۔ اُس کو پھر بلاؤ۔ چنانچہ ثمن کے دروازے سے نکلتے ہی کچھ آدمی میری تلاش کے لئے آئے کہ مجھے واپس لے جائیں مگر میں کسی اور راہ سے نکل کر گھر پہنچ گیا۔ رات خیر خیر سے گزری تو بعد از فجر راجہ صاحب کا ایک پیغامبر بابو فضل دین صاحب میرے پاس پہنچا اور کہا کہ راجہ صاحب اور دیگر اہلِ مجلس کہتے ہیں کہ رفع اور نزول کے فقروں سے ہمیں اطمینان نہیں ہوا۔ مَیں نے کہا کہ پھر کس طرح اطمینان ہو۔ اُس نے کہا کہ راجہ صاحب وغیرہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ مرزا صاحب کو کافر نہ کہیں ہم نہیں مانتے۔ مَیں نے کہا مَیں کافر کیوں کہوں۔ اُس نے کہا کہ مولوی جو کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ چونکہ مولوی مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں مَیں بھی اُن (مولویوں) کو کافر کہتا ہوں (یعنی دل میں کہا کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں۔ اُن کو کافر کہتا ہوں نیت میری یہی تھی کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں) اب وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ جب اس مجلس میں جا کر کہا کہ لو جی اب تو مرزا صاحب کو بھی اُس نے کافر کہہ دیا ہے۔ پھر وہی سلطان علی بولا کہ میاں! تم دوبارہ آنکھوں میں خاک ڈلوا آئے ہو۔ اُس نے تو مولویوں کو کافر کہا ہے۔ یہ نہیں۔ پھر جاؤ، جا کے کہو کہ یہ لفظ لکھ دے کہ مَیں مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو کافر کہتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ آیا، مجھ سے یہ کہلوانا چاہا۔ آخر دو دن گزر گئے تھے۔ میرا دل بھی کچھ دلیر ہو گیا تو پھر مَیں نے صاف کہہ دیا کہ بھائی جو کچھ مَیں نے کہا تھا وہی ٹھیک ہے۔ یعنی مرزا صاحب کو جو کافر کہتے ہیں میں اُن کو کافر سمجھتا ہوں۔ پس پھر تو وہ مایوس ہو گئے۔ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَاخۡشَوۡنِ (المائدہ:4)۔ (قرآن شریف کی یہ آیت انہوں نے یہاں لکھی ہوئی ہے کہ آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے، تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں، پس تم اُن سے نہ ڈرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو)۔ کہتے ہیں۔ بس پھر مقدمات شروع ہو گئے۔ (ان کے خلاف مقدمے شروع ہو گئے۔) یہاں تک کہ جن لوگوں پر کبھی بھی جھوٹ بولنے کی امید نہ تھی، انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کے لئے کھلم کھلا عدالتوں میں جھوٹ بولے۔ مگر مَیں نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی، نہ کرتا ہوں۔ الغرض مَیں نے یہ واقعہ جو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں مَیں اُن کو کافر کہتا ہوں، حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور بیان کیا تو حضور کھلکھلا کر ہنسے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھو کتمانِ ایمان کا بھی ایک درجہ ہوتا ہے، (یعنی ایمان کو چھپانے کے لئے یا فساد سے بچنے کے لئے اخفاء رکھنا ایک درجہ ہوتا ہے) جیسا کہ سورۃ المؤمن میں۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ٭ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَکۡتُمُ اِیۡمَانَہٗۤ (المومن:29)۔ آیا ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ موقع شناسی کر کے شریروں سے اپنی جان بچا لی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 167، 170 تا 172)

پس یہ داستانیں ہیں جو احمدیوں پر سختی کی داستانیں ہیں، اُنہیں حق سے ہٹانے کی داستانیں ہیں، اُنہیں خوفزدہ کرنے کی داستانیں ہیں۔ یہ پرانے قصے نہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آج ایک سو تئیس سال گزرنے کے بعد بھی یہی کچھ احمدیوں سے روا رکھا جا رہا ہے لیکن احمدیت کا قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سب مخالفت کے باوجود آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا چلا جائے گا۔ دنیا میں ہر جگہ احمدی اپنے ایمان کے اظہار میں پختہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہیں کہ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَاخۡشَوۡنِ۔ خوف ہے تو خدا کا، نہ کہ کسی مخلوق کا۔

اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت میں ایمانوں کی مضبوطی اور زیادہ پیدا کرے، اور ہمیشہ نہ صرف قائم رکھے بلکہ بڑھاتا چلا جائے۔ آج پھر اسی طرح کا ایک واقعہ ہوا ہے کہ نوابشاہ کے ہمارے ایک بزرگ احمدی مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب کو شہید کیا گیا ہے۔ یہ مضبوط ایمانوں والے جو خاص طور پر پاکستان میں اپنا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب کے خاندان کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا حضرت میاں غلام قادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے ہوا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ چوہدری محمد اکرم صاحب کی پیدائش گوکھووال ضلع فیصل آباد کی ہے۔ جب پرسوں آپ کی شہادت ہوئی ہے تو آپ کی عمر اسّی (80) سال تھی۔ آپ اپنے دیگر بھائیوں اور والد صاحب کے ساتھ آبائی زمین جو کہ جھول خانپور میں تھی، وہاں زمیندارہ کرتے تھے۔ پھر 1960ء میں زمینیں بیچ کے نوابشاہ چلے گئے۔ 2005ء میں آپ اہلیہ کے ساتھ آسٹریلیا شفٹ ہو گئے کیونکہ وہاں ان کے بچے تھے اور گزشتہ سال نومبر سے پاکستان آئے ہوئے تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ 29 رفروری 2012ء کو آپ اپنے نواسے عزیزم منیب احمد ابن مکرم رفیق احمد صاحب کے ساتھ دوپہر تقریباً ایک بجے جوان کے داماد کی دکان تھی نوابشاہ میں ہی وہاں سے واپس گھر آ رہے تھے۔ جب گھر کے نزدیک پہنچے ہیں تو ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم افراد نے آپ پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں آپ زخمی ہو گئے۔ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں راہِ مولیٰ میں جان قربان کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔

آپ کے ساتھ آپ کے نواسے کو بھی کولہے کے اوپر گولی لگی اور پھر وہاں سے گزر کے آنتوں میں چلی گئی۔ آنتوں کو متاثر کیا ہے۔ اس کا آپریشن ہو چکا ہے اور اس وقت ہسپتال میں آئی سی یو (ICU) وارڈ میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو صحت و سلامتی والی زندگی عطا فرمائے۔

شہید مرحوم نے 1960ء میں نوابشاہ شفٹ ہونے کے بعد اپنے کاروبار کے ساتھ جماعتی طور پر بھی بہت خدمت کی ہے۔ لمبا عرصہ انہوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ تقریباً پینتیس سال تک بطور سیکرٹری مال نوابشاہ ضلع اور شہر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی طرح نائب امیر ضلع کے طور پر بھی خدمات بجا لاتے رہے۔ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ عبادت گزار، تہجد کا باقاعدہ اہتمام کرنے والے، انتہائی زیرک اور معاملہ فہم انسان تھے۔ بعض لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ جب سیکرٹری مال رہے ہیں تو کبھی یہ نہیں ہوا کہ اگر کسی نے کہا ناں کہ مَیں نے چندہ دینا ہے تو خواہ فون پر ہی اطلاع دی کہ آج میں نے چندہ دینا ہے تو بجائے اس کے کہ اُس کو کہتے کہ تم میرے پاس لے آؤ، خود اُس کے گھر پہنچ جاتے تھے اور فوری طور پر چندہ وصول کر کے رسید کاٹا کرتے تھے۔ جماعت کا درد رکھنے والے تھے۔ فلاحی کاموں میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے عشق رکھنے والے، خطبات کو بڑے غور سے، شوق سے باقاعدہ سنتے تھے۔ صدر صاحب جماعت نوابشاہ شہر بیان کرتے ہیں کہ آپ میں عہدیداران کی اطاعت کا جذبہ بھی بہت زیادہ تھا۔ صدر صاحب کہتے ہیں کہ عمر میں بہت بڑے ہونے کے باوجود مجھ سے اطاعت اور ادب کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اس دفعہ جب آسٹریلیا سے آئے ہیں تو مجھ سے نادار اور غرباء کی فہرست تیار کروائی جس میں احمدی اور غیر احمدی سب شامل تھے اور جتنی دیر وہاں رہے اُن کی باقاعدہ مدد کرتے رہے۔ اسی طرح نوابشاہ کا ایک سینٹر کافی عرصے سے بند تھا جو کہ آپ نے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ کھلوایا اور پھر اس کی تعمیر کے حوالے سے کہا کہ آپ لوگ اس کی جو مزید تعمیر و مرمت کرنی ہے، شروع کر دیں، میں آسٹریلیا واپس جا کے آپ کو تعمیر کے لئے رقم ضرور بھجواؤں گا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے موقع ہی نہ دیا۔ اللہ کرے کہ جماعت خود اب وہاں اس کی تعمیر مکمل کر لے۔ ان کو شہادت کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کی بہو کا بیان ہے کہ جب کسی کی شہادت کی خبر سنتے تو کہتے تھے کہ یہ اعزاز تو مقدر والوں کو ملتا ہے۔ آخر اللہ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی۔ شہید مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ تمام بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بچے (چار بچے اور ایک بچی) آسٹریلیا میں رہائش پذیر ہیں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی نوابشاہ پاکستان میں رہائش پذیر ہیں۔

اکرم صاحب کے نواسے عزیزم منیب احمد صاحب کے بارے میں مَیں نے کہا تھا، ان کی عمر اٹھارہ اُنیس سال ہے اور وہ سیکنڈ ایئر کا طالب علم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ ابھی نمازوں کے بعد انشاء اللہ اکرم صاحب کا نماز جنازہ غائب ہوگا۔ xxx

رشتہ ناطہ کی مشکلات کیسے حل ہوں

قرآنی تعلیمات کے تابع نظام جماعت آپ کی مدد کرتا ہے

دفتر: نظارت اصلاح وارشاد قادیان

جماعت احمدیہ کی بنیاد 123 سال قبل الٰہی اذن کے تحت رکھی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے احمدی مخلصین کی سماجی معاشرتی ضرورتوں کا بھی اسی طرح فکر دامنگیر رکھا جس طرح ان کی روحانی اخلاقی تربیت و ترقی پر ہمہ وقت توجہ رکھی۔ ابتداء میں جماعت کا دائرہ بہت محدود تھا اور رشتہ ناطہ کے مسائل میں احمدی مخلصین کو بہت مشکلات پیش آنے لگیں۔ اس کا ایک حل یہ مناسب سمجھا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ذاتی تحویل میں ایک رجسٹر تیار کر رکھا تھا۔ جس میں مناسب رشتوں کا اندراج ہوتا اور رشتوں کے ضرورت مند احباب کو ضروری کوائف و معلومات مہیا کر دی جاتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس مفید و مبارک عمل کو جماعت میں ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں زندہ رکھا گیا اور اب تو باقاعدہ رشتہ ناطہ کی نظارت مرکز میں قائم ہے اور احباب جماعت کو رشتوں کے بارے سہولتیں مہیا کرتی ہے۔

موجودہ نظام

ابتداء میں جماعت کا دائرہ محدود ہونے کے باعث اگر رشتہ کی مشکلات تھیں تو اب جب کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 200 ملکوں میں قائم ہو چکی ہے۔ تو جماعت کا دائرہ غیر معمولی وسیع ہو جانے کے باعث نئی مشکلات رشتہ ناطہ کے حوالے سے آرہی ہیں چنانچہ نئے تقاضوں کے پیش نظر 1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انٹرنیشنل شوریٰ لندن کے موقع پر رشتہ ناطہ سے متعلق امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ضروری نصائح اور اہم ارشادات سے نوازا اور رشتہ ناطہ کے انتظامی ڈھانچہ میں بنیادی اہم تبدیلیوں کے احکام جاری فرمائے جن میں ایک بنیادی تبدیلی یہ فرمائی گئی کہ پہلے جماعتوں میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کا باقاعدہ انتخاب ہوا کرتا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے ہدایت فرمائی گئی کہ ہر ضلع کے امیر اپنی ذاتی صوابدید کے تحت حسب ضرورت و حالات سیکرٹری رشتہ ناطہ خود نامزد کریں گے۔ ضلع کی وسعت اور حالات کے مطابق ایک سے زیادہ بھی جس قدر سیکرٹریوں کی امیر ضلع ضرورت محسوس کریں۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ خود مقرر کرلیں البتہ یہ ضرور پیش نظر رہے کہ ایسے افراد نامزد کئے جائیں جو رشتہ ناطہ کے مسائل کو بخوبی سمجھتے ہوں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس نازک اور اہم فریضہ کو بجالانے کی اہلیت اور درد رکھتے ہوں اور احمدی احباب کے مسائل اور مشکلات کو خود اپنے مسائل تصور کر کے فیض رسانی کریں۔ ایسے نامزد سیکرٹریوں کو پھر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مقامی طور پر اپنے اپنے حلقہ کے ایسے افراد اور گھرانوں کے کوائف مرتب کریں جہاں رشتوں کی ضرورت درپیش ہے اور پورا ریکارڈ تیار کریں یہ ریکارڈ ان کے پاس جماعتی امانت ہوگی۔ اس کی مناسب حفاظت اور راز داری والا پہلو ہر لحاظ سے پیش نظر رکھنا ہوگا۔ اس ریکارڈ کی ضلع کے لیول پر مجموعی نقل مرکز میں شعبہ رشتہ ناطہ کو ارسال کرنا امیر ضلع کی ذمہ داری ہوگی۔

ایک نہایت اہم ہدایت پیارے امام نے یہ بھی فرمائی کہ رشتہ ناطہ کے پورے نظام کا عمل ضرورت مند احمدی احباب کے لئے محض معلومات کی حد تک ہوگا اور کسی رشتہ کے طے کرنا اور حتمی فیصلہ کرنا صرف اور صرف فریقین کی اپنی ذمہ داری ہوگی۔ جماعتی نظام صرف ابتدائی معلومات کسی رشتہ کے بارہ میں فراہم کرے گا۔ اس کی تحقیق اور اس کے حق میں فیصلہ کرنا یہ دونوں فریقوں کا دائرہ اختیار ہے۔ نظام کی ذمہ داری ہرگز نہ ہوگی۔

مشکلات کا جائزہ

نظام والے حصہ کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد اب رشتہ ناطہ کی راہ میں ان مشکلات کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے جو احمدی معاشرہ میں اس وقت درپیش ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کی وسعت کے باعث رشتوں کے انتخاب کا دائرہ کسی ایک علاقہ قوم یا طبقہ میں محدود نہیں رہا اور عالمگیر وسعت کے پیش نظر نت نئے تقاضے سامنے آ رہے ہیں۔ اس لئے رشتوں کی تلاش، پسند، فیصلوں اور عملدرآمد کے بارے میں احباب جماعت میں پوری آگاہی اور صحیح شعور کی اشد ضرورت ہے۔ چند امور اس بارہ میں درج ذیل ہیں۔

رشتہ بیٹی کا پیش نظر ہو یا بیٹے یا کسی اور عزیز کا۔ ہر صورت میں ماں باپ اور گارڈین احباب کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا ابتدائی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ آغاز کریں۔ جماعت کے ماحول میں اکثر و بیشتر احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں کا غیر معمولی چسکا اور تجربہ رکھتے ہیں اور ہر قدم اور ہر لمحہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دعا کی اہمیت اور افادیت اس امر کی متقاضی ہے اور بعض شاذ مثالوں میں مشاہدہ بھی احساس دلاتا ہے کہ دعا کے مضمون کو بار بار احباب کے ذہن نشین کروایا جائے۔ بعض اوقات رشتہ آناً فاناً طے کر کے جملہ مراحل کی تکمیل کر دی جاتی ہے اور دعا والے پہلو کو کلیۃً نظر انداز کیا جارہا ہوتا ہے۔ ایسی مثالوں میں بالعموم فریقین یا ایک فریق کو جب تلخ حالات سے واسطہ پڑتا ہے تو دعا کا شدت سے احساس ہوتا ہے لیکن احتیاط والا وقت تو ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ گو یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعائیں اوّل و آخر ضرور اہمیت رکھتی ہیں۔ اور دعا سے کئی دروازے تلافی اور تدارک کے کھل جاتے ہیں۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ جذباتی فیصلوں کی بجائے دعا اور عاجزانہ دعا کے سائے میں فیصلے ہوں۔ پھر جو مرضی مولا کی اس پر انسان صبر و شکر کرے لیکن دعائیں نہ کرنے کا غم اور صدمہ تو نہ ہوگا۔

اولاد کی تربیت اور دیگر اہم معاملات میں دعا کی اہمیت کی ایک نہایت عمدہ اور ایمان افروز مثال یہ ہے کہ آج جو والدین کے مرتبہ پر ہیں اور بعض حالات میں وہ اولاد کے لئے دعاؤں میں کوتاہی یا غفلت کا شکار ہیں۔ وہ خود یا جب تین چار سال کی عمر میں تھے۔ اور اپنی توتلی زبان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا شروع کر چکے تھے کہ ’’اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے۔‘‘ تین چار سال کی عمر میں معصوم بچہ آئندہ اپنی اولاد کے لئے دعا کرے۔ مگر جب صاحب اولاد ہو۔ تو دعاؤں سے غافل ہو کر رہ جائے۔ ایسا امر ذی شعور والد، والدہ سے بظاہر ممکن نہیں بنتا۔ لیکن بلاشبہ بعض جگہ والد یا والدہ اپنے بچپن کے زمانہ سے شروع کی گئی دعاؤں کے تسلسل کا انقطاع کئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ احمدی معاشرہ میں ایسی کوئی مثال ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ خصوصاً رشتہ ناطہ جیسے اہم اور نازک مسئلہ میں دعاؤں کے بغیر قدم رکھنا اور قدم بڑھانا کسی صورت میں احمدی ماں باپ کی شان کے شایاں نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بیٹے اور خصوصاً بیٹی کا رشتہ وقتی یا عارضی رشتے کے طور پر طے نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیک اور عاجزانہ تمناؤں کے ساتھ زندگی بھر کے لئے رشتہ مقصود ہوتا ہے۔ لیکن زندگی بھر کے لئے فیصلہ محض وقتی سوچوں اور جذباتی کیفیتوں کے تابع کرنا ماں باپ کا اولاد کی خیر خواہی نہیں واضح اور بلاشبہ ظلم ہے۔ ایسے ماں باپ اپنی اولاد کے ہمدرد نہیں کہلا سکتے اور ایسے فیصلے بعض اوقات اولاد کو ساری زندگی ابتلاؤں اور دکھوں کا اسیر بنا دیتے ہیں۔ پس رشتہ ناطہ کے مسائل کو راہ راست پر لانے اور بہتر انداز پر طے کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ خود ماں باپ اور بیٹا بیٹی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اس اہم ذمہ داری کی ادائیگی کا آغاز کریں۔ خدا تعالیٰ سے رہنمائی مانگیں۔ خدا تعالیٰ سے حفاظت کے طالب ہوں۔ خدا تعالیٰ کی خوشی اور رضا کو مقدم جانیں اور زندگی بھر اپنے رحیم و کریم خدا کے وفادار رہیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ رشتے جو طے کئے جائیں گے یقین اور وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہر جہت اور ہر مرحلہ پر بابرکت ثابت ہوں گے۔

سوچ کا اعتدال

عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رشتہ طے کرنے کا دوسرا مرحلہ انسانی سوچ کا معتدل اور درست ہونا ہے۔ خدا اور خدا کے رسولؐ نے اس بارہ میں جو رہنمائی فرمائی ہے اس کے لئے بنیادی امر رشتہ کا دیندار ہونا ہے اور دین کی شرط کے ساتھ ’’کفو‘‘ کا پہلو لازمی اور آئندہ زندگی کے لئے مفید اور ممد ہے۔ دین کی شرط اپنے اندر دوہرا مفہوم رکھتی ہے۔ یعنی فریقین میں دینی پہلو سے اختلاف ہو تو ساری زندگی دونوں کے لئے ایک کڑے امتحان سے کم نہیں اور اگر دینی اختلاف تو نہیں لیکن کسی فریق میں دینی پہلو واضح طور پر کمزور ہے تو پھر بھی نتیجتاً یہ کمزوری آئندہ چل کر بہت تلخ شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ کا واضح فرمان یہ ہے کہ رشتہ کا فیصلہ دین کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ جبکہ اکثر لوگ کسی خاندان کی ظاہری شان و شوکت یا مال و حسن و جمال کو نادانی سے اپنے فیصلہ کی بنیاد بناتے ہیں جس کے ناگوار اثرات آئندہ نسل تک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ پس والدین کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ رشتہ کی تلاش اور رشتہ کے فیصلہ میں دین کی شرط کو پوری اہمیت دیں۔ جن گھرانوں میں ماں باپ کی سوچ دنیا دارانہ ہو وہاں اولاد کی سوچوں پر بھی ماں باپ کی چھاپ لازمی نتیجہ ہے۔ ایسے گھرانوں کی انتخاب اور پسند کے پیمانے دنیا کے تابع ہونے کے باعث فیصلے درست نہیں ہو پاتے۔ دنیا داری کے نظائر خاندان خاندان میں جدا اور مختلف ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا دارانہ سوچ والے ماں باپ اور اولاد کے انتخاب کی حدیں کہیں ہاتھ نہیں آتیں ایک کے بعد دوسرے رشتہ کی تلاش رہتی ہے اور اس انتظار میں فیصلے کا مرحلہ دور سے دور تر ہٹتا رہتا ہے۔ ادھر وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ خصوصاً لڑکیوں کی عمر ایک ایک دن کی غیر محدود تلاش اور انتظار میں ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ماں باپ کی دنیا طلبی کی ہوس لامتناہی بنتی جاتی ہے۔ رشتے آتے ہیں اور انکار پہ انکار کا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور ماں باپ کی یہی غلط سوچ اور دنیا طلبی کی ناجائز راہ بالآخر کئی پیچیدہ مسائل کو جنم دیتی ہے۔ کبھی اولاد اس انتظار میں بے راہ ہو جاتی ہے۔ کبھی معاشرہ میں خاندان کی دنیا طلبی ضرب المثل بن جاتی ہے اور شریف گھرانے قریب نہیں پھٹکتے۔ کہیں شادی کی معروف اور موزوں عمر متجاوز ہو جاتی ہے اور پھر آخر بے وقت کا فیصلہ وقت کے بے رحم شکنجوں میں بادل نخواستہ اور مجبوری کے عالم میں کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھیانک منزل اس لئے انجام کار پیش کار آتی ہے کہ دنیا دارانہ سوچ اور لالچ نے وقت پر فیصلہ نہ کرنے دیا۔ طلب کے دائرے پھیلتے گئے۔ دین اور اعتدال کا دامن شروع سے تھاما ہی نہ تھا اور انجام کار فیصلہ اس وقت کرنا پڑا۔ جبکہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ایسے ماں باپ کیونکر اولاد کے شفیق اور خیر خواہ قرار دئے جا سکتے ہیں۔ گو بظاہر وہ اپنی اولاد کے لئے شفقت اور خیر خواہی کا لبادہ اوڑھ کر ہی دنیاوی پیمانوں کو اپناتے اور دنیاوی لحاظ سے خوب سے خوب تر کے متلاشی اور منتظر رہے۔ لیکن اگر گہرائی میں اتر کر سوچا

جائے تو ایسے ماں باپ ہرگز اولاد کے خیر خواہ نہیں جو مال و منال کے حصول کے لئے اپنی اولاد کی قربانی دینے کے مجرم نکلے۔ پس رشتہ ناطہ کی بہت سی مشکلات کو دعوت دینے میں ماں باپ کی غلط سوچ اور دنیا طلبی کی ظالم حس کا گہرا دخل ہے۔ اس لئے اگر سوچ درست رکھی جائے اور دین کے پہلو کو ہر حالت میں مقدم اور فیصلہ کن مانا جائے تو بہت سی پیچیدگیوں سے ماں باپ، ان کی اولاد اور آئندہ نسلیں بچائی جاسکتی ہیں۔ دین کی شرط کے ساتھ ساتھ ''کفو'' والا پہلو بھی رشتوں کی تلاش اور فیصلوں کے وقت پیش نظر رکھنے سے کئی طرح کی مشکلات اور بدعواقب سے بچا جاسکتا ہے۔ کفو میں بھی سرفہرست تو دینی پلڑوں کا متوازن ہونا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ فریقین میں بودوباش کے معیار، علمی تناسب، عمر، قد، شکل وصورت وغیرہ امور میں بھی جہاں تک باہمی مناسبت اور موزونیت ہو۔ وہ آئندہ زندگی میں یکجہتی اور باہمی اتفاق واتحاد کے لئے بنیاد بن سکتی ہے۔ گو کہ ان میں کسی پہلو کی کمی بیشی رشتہ کے لئے فیصلہ کن نہیں قرار دی جاسکتی کیونکہ نہ تو یہ ممکن ہے کہ دونوں فریق صد فیصد ہمہ جہت برابر ہوں اور نہ ہی یہ جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ کفو کے ظاہری پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی کمی رشتہ کے رد کی بنیاد سمجھی جائے بلکہ مراد کفو سے یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو باہمی ہم پلہ جوڑا ہو۔ تو زندگی کی منازل عمدہ رفاقت سے طے ہوتی ہیں۔

کفو کی حکمتیں

''کفو'' کی شرط میں بہت سی حکمتیں اور سبق ہیں۔ بعض طبائع کو اگر کسی بھی پہلو سے کچھ تفوق یا بہتر درجہ حاصل ہو تو اسے خدا تعالیٰ کا احسان یقین کرنے اور عجز و شکر کی بجائے بڑائی اور فخر و کبر کی سوچ غالب آجاتی ہے۔ ایسے افراد کے لئے معروف محاورہ صادق آتا ہے کہ

''ہم چو ما دیگرے نیست''

یعنی ہم جیسا بھلا کون ہوسکتا ہے۔ ایسی سوچ رکھنے والوں کو کفو کی شرط کے تحت احساس دلایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق رنگا رنگ کی اور لاتعداد صلاحیتیں اور خوبیاں رکھنے والی ہے۔ اگر ایک شخص کو کسی ایک دو پہلوؤں سے تفوق حاصل ہے تو بلاشبہ لاتعداد ایسے افراد بھی معاشرہ میں ہیں جو بعض دوسرے پہلوؤں سے قدرت ایزدی نے نواز رکھے ہیں۔ اور جب انسان کفو کی سوچ کے تابع جائزہ لے تو مناسب کفو نایاب ہرگز نہیں۔ پس کفو کی سوچ کے ساتھ ماحول کا جائزہ لینا خود انسان کے اپنے لئے فلاح و برکت کا باعث ہے۔ اور انسان کے بے جا طور پر کبر وانانیت کے مظاہرہ میں مؤثر روک ہے۔ بشرطیکہ انسان ٹھنڈے دل سے غور کرسکے۔ کفو کا اقرار یقیناً انسان کو بلاشبہ اپنی اوقات کے اندر رکھنے کا یقینی اہتمام ہے۔

کفو کا وسیع دائرہ

''کفو'' کا جذبہ صرف رشتہ کی تلاش کے وقت ہی ضروری نہیں۔ بلکہ کفو کی سوچ کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنانا خاص طور پر اہلی زندگی کو کامیاب بنانے میں گہرا دخل رکھتا ہے۔ کیونکہ میاں بیوی میں کفو کا احساس کسی بھی فریق کو اعتدال سے دائیں بائیں ہٹنے نہیں دیتا۔ فریقین میں اختلاف اور پھر تلخی و کشیدگی بالعموم کسی ایک فریق کے دوسرے فریق کو نظر انداز کرنے یا فروتر سمجھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر دونوں فریق کو ایک دوسرے کے جذبات، حقوق اور مفادات کا برابر کا احساس رہے تو باہمی موافقت کی فضا قائم رہتی ہے اور حقوق پامال نہیں ہوتے۔ بلاشبہ میاں بیوی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ دونوں کی چال ڈھال میں مطابقت اور موافقت سے گاڑی راہ راست اور راہ اعتدال پہ رہتی ہے اور کفو میں یہی وہ سبق ہے جو زندگی بھر ایک ماٹو کے طور پر فریقین کو اپنائے رکھنا چاہئے کہ کفو اس ترازو کا نام ہے جس کے دونوں پلڑے برابر ہیں اور ہمیشہ برابر رہنا چاہئیں تاکہ زندگی فریقین کے لئے معتدل رہے۔

کفو کی شرط کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دونوں فریق میں سوچ وفکر اور دل و دماغ کے لحاظ سے ممکنہ یکجہتی اور ہم آہنگی ہو۔ عملی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے مشیر اور معاون ہوتے ہیں بارہا ایسے مراحل سے واسطہ پڑتا ہے کہ جہاں صحیح فیصلہ کرنا ایک فریق کے لئے مشکل ہوسکتا ہے اور دوسرا فریق اگر ایسے موقع پر معین و مددگار کے طور پر حق رفاقت ادا کرنے کا اہل ہو تو بعینہٖ یہی ایک غرض کفو کی شرط میں مضمر ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو بخوبی سمجھتے ہوں۔ دونوں کی سوچ ایک ہو دونوں کے فیصلے متفقہ ہوں۔ دونوں اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ برابر اٹھانے والے ہوں تو یہ کفو کی روح پوری ہونے کے مناظر ہیں اور زندگی آسان اور کامیاب شکل والی ٹھہرے گی۔ پس رشتوں کی تلاش اور فیصلوں کے وقت کفو والے پہلو کو پیش نظر رکھنا بہت سی حکمتوں اور برکتوں پر منتج ہوگا اور انسانی تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ جہاں میاں بیوی کے درمیان مفاہمت اور موافقت ہو وہاں اس جوڑے کی زندگی تو لازماً خوش گوار ہوتی ہے لیکن آئندہ نسل بھی عمدہ صلاحیتوں اور فطری جوہروں کی حامل ہوتی ہے۔ کیونکہ جس گھریلو ماحول میں انہیں پرورش اور تربیت نصیب ہوئی وہاں باہمی سوچوں اور عملی زندگی میں توازن اور اعتدال کی فضا تھی اور کفو کی شرط کے مفید اثرات تھے۔ اور نتیجتاً اگلی نسل بھی عملی زندگی میں قدم رکھتے وقت اپنی عمدہ تربیت سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ اور پھر آگے ان کی نسل کو بھی یہ برکت ودیعت ہوتی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خاوند اور بیوی کے درمیان خاوند کو بعض جہتوں سے اس بناء پر فوقیت دی گئی ہے کہ دونوں کے درمیان ایک فائنل اور فیصلہ کن اتھارٹی ٹھہرے اس غرض سے مرد کو قوام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی کے تحت مرد کو ایک لحاظ سے مجازی خدا ٹھہرایا گیا۔ لیکن اس کے مجازی ہونے کا بڑا ثبوت ہی اس کا کفو ہے۔ جب تک کفو ہے۔ اس کی مجازی فوقیت قائم ہے۔ کفو نہ ہو تو مجازی خدائی بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ پس کفو کا لازمہ مرد کو اعتدال اور ایک دائرے کے اندر رکھنے کے لئے ہے۔ بغیر کفو کے صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے۔ باقی ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج اور کفو کا متقاضی ہے اور میاں بیوی کے رشتہ میں کفو کی شرط عائد کر کے انسانی زندگی میں حقیقی توحید کی روح قائم کی گئی ہے اور دونوں کو یہ احساس دلانا مطلوب ہے کہ کوئی بھی خدا بننے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی ایسی ہے جس کو کفو کی ضرورت نہیں۔ اور کوئی اس کا کفو نہیں۔ میاں بیوی کے رشتہ میں کفو تسلیم نہ کرنے سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور خصوصاً موزوں رشتہ کی تلاش میں کفو کی شرط کو نظر انداز کرنے سے کئی قسم کے مسائل ابھرتے ہیں۔ انتخاب اور فیصلوں کے مراحل دور ہٹتے جاتے ہیں اور غیر معمولی تاخیر سے ماحول میں بگاڑ کی شکلیں سر پر منڈلانے لگتی ہیں۔ ایسے موقع پر کفو کی ہدایت پر عمل کرنے میں ہی سلامتی اور کامیابی ہے۔

کفو کی شرط کو نظر انداز کرنے کی عملاً دو صورتیں ممکن ہیں۔

(الف) اپنی حیثیت واوقات سے بالا سطح کے رشتہ کی طلب رکھنا۔

(ب) اپنی حیثیت سے کم تر رشتہ کو قبول کرنا۔

پہلی صورت میں خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اپنی حیثیت سے بالا رشتہ مل بھی جائے تو مشرقی معاشرہ میں ساری زندگی احساس کمتری ایک ابتلاء کی شکل میں درپیش رہتا ہے اور فریق ثانی اپنی فوقیت کے خول سے زندگی بھر باہر نہیں نکلتا۔

ہاں اپنی حیثیت سے کم تر رشتہ قبول کرنا بلاشبہ وسیع ظرف کی علامت ہے یہ لیکن اس صورت میں ہی قابل تعریف ٹھہرتا ہے کہ کم تر فریق کے جذبات اور عزت نفس کا سدا پاس رکھا جائے اور اسے کفو کے درجہ پر رکھا اور تسلیم کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت کی ہدایت بابت کفو اپنے اندر بہت حکمتیں رکھتی ہے۔ اور اس کی پابندی میں بہتری اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

قول سدید

رشتہ ناطہ کے معاملات میں ایک اور امر کا بہت وسیع اور گہرا دخل ہے اور وہ قول سدید کا حکم ہے یہاں قول سدید سے مراد یہ ہے کہ فریقین رشتہ کا معاملہ طے کرتے وقت اور پھر رشتوں کے تقاضے نبھاتے وقت ہمیشہ قول سدید کے ارشاد خداوندی کو پیش نظر رکھ کر اس کے پابند رہیں۔ صاف اور سیدھی بات کہیں حق گوئی کو اپنا شعور بنائیں اور لفظی ہیرا پھیری سے کلی دور رہیں۔ جماعت احمدیہ کے ماحول سے باہر کی فضا پر روزمرہ کے اخبارات گواہ ہیں کہ زندگی کے ہر میدان میں قول سدید سے انحراف اور جھوٹ کا دور دورہ ہے۔ جب رشتہ طے کیا جارہا ہو یا کوئی اور معاملہ درپیش ہو تو کوئی فریق حقیقت کو چھپا کر دوسرے فریق سے کوئی وقتی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ تجارتی معاملات کی نوعیت تو اب جھوٹ اور مکاری سے بری طرح پامال ہوچکی ہے اور بدنتائج وعواقب کو روزمرہ مشاہدہ کر کے بھی کسی کو قول سدید کی طرف رجوع کی توفیق نہیں مل رہی۔

جماعت احمدیہ کے ماحول میں شاذ سہی لیکن جہاں اور جس مرحلہ پر بھی قول سدید کے ارشاد خداوندی کو کسی فریق نے نظر انداز کیا۔ وہیں فتنوں اور فسادوں کے دریچے کھل گئے۔ قول سدید کی اہمیت کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً یہ دیکھا جائے کہ کسی رشتہ کے طے کرتے وقت کوئی فریق قول سدید کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کے لئے کیونکر آمادہ ہو جاتا ہے۔ رشتے کے کوائف حقیقت کے برعکس بیان کرنے میں کیا فائدہ مقصود ہے اور کیا وہ فائدہ ایسا وزنی یا وقیع ہوسکتا ہے کہ جس کی خاطر ایک فریق قول سدید سے انحراف کرے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ قول سدید کو ترک کرنے کا نام سادہ لفظوں میں غلط بیانی بلکہ جھوٹ ہی ٹھہرتا ہے۔ اب جھوٹ کا سہارا لے کر کوئی کب تک اپنی مرادیں حاصل کرسکتا ہے۔ رشتہ طے کرتے وقت عمر، تعلیم، آمدنی، جائیداد وغیرہ کے بارہ میں حقیقت کا اظہار

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
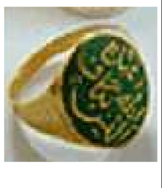
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بعض وقت اس وجہ سے ایک فریق کے لئے دوبھر ہوتا ہے کہ اگر حقیقت بیان کردی تو مبادا رشتہ ہاتھ سے نکل جائے لیکن قول سدید کو ترک کر کے جو رشتہ طے ہو جائے وہ کب تک اصل حقائق پر پردہ ڈال کر بچایا جاسکتا ہے۔ حقیقت تو بہرصورت ظاہر ہو کر رہتی ہے اور جب حقیقت سامنے آئے تو جو تلخی اور بے اعتمادی کی فضا ابھرتی ہے وہ قول سدید ترک کرنے والے فریق کی زندگی کو دکھ اور اذیت سے بھر دیتی ہے۔ ہزار معذرتیں اور تدارک سوچیں۔ باہمی تعلقات کو جو ٹھیس پہنچ گئی اس کا مداوا ہاتھ نہیں آتا۔ یہ بھیانک نتیجہ صرف اس لئے دیکھنا پڑا کہ الٰہی فرمان کو نظر انداز کر کے غلط بیانی اور جھوٹ کا سہارا لیا گیا۔ باہمی رشتوں کے طے کرتے وقت قول سدید کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ رشتے کے معاملے میں کوئی وقتی لین دین یا خرید و فروخت نہیں بلکہ یہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اور رشتہ تکمیل کو پہنچ جانے کے بعد بھی قول سدید ساری زندگی کے لئے رہنما اصول ہے جس کی پابندی اشد ضروری ہے۔ میاں بیوی کا رشتہ خالصتاً باہمی اعتماد کا رشتہ ہے اور اعتماد اور جھوٹ دو صریحاً متضاد کیفیتیں ہیں اور اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ پس خواہ رشتہ طے کرتے وقت کوئی فریق قول سدید کرے یا رشتہ نبھاتے وقت اس کو نظر انداز کرے۔ ہر دو صورتیں نتائج کے لحاظ سے مشکلات کو جنم دیتی ہیں اور جن گھرانوں میں قول سدید کی عادت نہیں انہیں اپنی مشکلات پہ واویلا کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سچائی اور حقیقت کو لازمی اپنائیں پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کے لئے آسانیاں میسر آئیں گی اور ارشاد خداوندی کے مطابق تو قول سدید انسان کی کمزوریوں اور خامیوں کی اصلاح کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ گویا خامی یا نقص کو غلط بیانی کے پردوں میں چھپانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مریض اپنی بیماری کی کیفیت کو حکیم یا ڈاکٹر سے چھپانے کی کوشش کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسے مریض کو صحت نصیب نہیں ہوسکتی۔ ارشاد خداوندی کے مطابق قول سدید اگر انسان اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی بخشش کا یہ اظہار یقینی ذریعہ بن جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ٹھہرا کہ جس خامی یا نقص کو چھپانے کی خاطر قول سدید ترک کیا اور جھوٹ کو اپنایا۔ اسی خامی اور نقص کی اصلاح اور تدارک قول سدید کے طفیل اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے۔ پس یہ فیصلہ کرنا خود انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ جھوٹ کے پردے میں خامی اور نقص کو پالنا چاہتا ہے یا سچائی کو اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے اس خامی یا نقص سے پاک زندگی بنانا چاہتا ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہی اچھا ہو کہ رشتوں کی مشکلات سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر حالت میں اور ہر قیمت پر قول سدید کو اپنایا جائے کہ انسانی اخلاق اور کردار کی عظمت اسی میں ہے اور امن سلامتی کا یقینی حربہ یہی ہے۔ رشتوں کا فیصلہ کرنے والے ماں باپ بھی قول سدید کو اپنا اصول ٹھہرائیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کا پابند بنائیں تو بہت سی مشکلات ازخود رفع ہو جائیں گی۔ قول سدید سے انحراف کے پس پردہ انسان کی یہ بزدلی اور کمزوری کارفرما ہوتی ہے کہ حقیقت کے اظہار سے کام بگڑ سکتا ہے یا فریق ثانی ناراض ہوسکتا ہے لیکن ایسی صورت حال پیش آنے پر انسان اخلاقی جرأت اور ایمانی طاقت سے کام لے اور سچائی کا دامن تھامے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہونا چاہئے نہ کہ انسان کی ناراضگی کا اور اگر اللہ تعالیٰ کو راضی رکھا جائے تو دنیا کی کیا پرواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین یہی ماٹو لے کر آتے ہیں اور احباب جماعت پر تو لازم ہے کہ کسی حالت میں بھی اس ماٹو سے دور نہ ہٹیں۔

نظارت رشتہ ناطہ کی طرف سے حتی الوسع فریقین کو بار بار یہی تلقین کی جاتی ہے کہ قول سدید پر قائم رہیں لیکن بعض دفعہ شاذ ایسی مثال سامنے آجاتی ہے کہ کبھی ''گرین کارڈ'' اور کبھی جرمنی وغیرہ کے جھانسے میں آکر حقیقت کو نظر انداز کیا گیا اور پھر زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ حقیقت کھلنے لگتی ہے اور پھر ندامت اور ذلت کے مارے منہ چھپائے پھرتے ہیں اور نقصانات الگ برداشت کرنے پڑتے ہیں اور زندگی بھر کے روگ الگ پلے پڑ جاتے ہیں۔ یہ تلخ نتائج اس لئے دیکھنے پڑتے ہیں کہ ملمع سازی پسند آئی اور حقیقت اور قول سدید کی طرف توجہ نہ رکھی گئی۔

احباب جماعت/عہدیداران اور مربیان کرام سے درخواست ہے کہ قول سدید کے حکم خداوندی کی پابندی ہر حالت اور ہر مقام پہ کرنے اور کروانے کا مؤثر اہتمام کرتے رہیں۔ تربیتی پہلو سے اس کے بے شمار فوائد اور ثمرات ہیں اور ہر احمدی کو اس کا پورا احساس رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل 11 فروری 2012)

❁❁❁

شہداء احمدیت کے لئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ 14 مارچ 1986ء میں فرمایا:۔

''جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے، الٰہی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت کہ اُن کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔ اور اتنی واضح اتنی کھلی کھلی یہ حقیقت ہر ایک کے پیش نظر رہے کہ **ہم بطور جماعت کے زندہ ہیں اور بطور جماعت کے ہمارے سب دکھ اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں**۔ اگر یہ یقین پیدا ہوجائے کسی جماعت میں تو اُس کی قربانی کا معیار عام دنیا کی جماعتوں سے سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ باہر تو پوچھتا ہی کوئی نہیں۔.......... لیکن جس جماعت میں قربانی کا معیار خدا کے فضل اور اس کے رحم کے نتیجے میں اس وجہ سے بلند ہو کہ وہ خدا کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی یقین کامل ہو کہ ہمارے بعد ہماری اولاد کی ساری جماعت نگران رہے گی بلکہ پہلے سے بڑھ کر اُن کی ضروریات کا خیال رکھا جائے گا تو ایسی جماعت کا قربانی کا معیار آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے۔

اس لئے اگرچہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھتی ہے اور اپنی ذمہ داریاں نبھائے گی۔ لیکن بعض دوستوں کی طرف سے یہ اصرار ہوتا رہا ہے کہ شہدا کے لئے ایک مستقل فنڈ اکٹھا ہونا چاہئے۔ پہلے تو میری طبیعت میں یہ تردّد رہا اس خیال سے کہ یہ تو ان کے حقوق ہیں اور جماعت کی جو بھی آمد ہے اس میں یہ اوّلین حق ان لوگوں کا شامل ہے، اس لئے الگ تحریک کرنے سے کہیں یہ جذباتی تکلیف نہ ان کو پہنچے کہ ہمارا بوجھ جماعت اٹھا نہیں سکتی۔.......... ہمارے لئے جیسے صدقے کی تحریک کی جاتی ہے اس طرح الگ تحریک کی جارہی ہے۔ اس لئے کافی دیر تردد رہا اور دعا بھی کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن اب مجھے پوری طرح اس بات پر شرح صدر ہو گیا ہے کہ چونکہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اعزاز سمجھے گا اس بات کو کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں تو ایک بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور اس لئے کہ بہت سے لوگوں کی طرف سے بے اختیار بار بار اظہار ہو رہا ہے کہ ہم بے چین ہیں ہمیں موقعہ دیا جائے ہم کسی رنگ میں خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ جماعت کی ایسی تربیت ہے کہ انفرادی طور پر ایسے لوگوں کو ایسے خاندانوں سے تعلق رکھ کر کچھ رقمیں دینے کو مناسب نہیں سمجھا جاتا، اس میں کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ ذاتی طور پر یہ لوگ کسی کے احسان کے نیچے آئیں اس لئے جن کی تمنا ہے جو اس بات کے لئے تڑپ رہے ہیں کہ ہمیں بھی موقعہ ملنا چاہئے ان کے لئے پھر یہی رستہ باقی رہ جاتا ہے کہ نظام جماعت ان کو موقعہ دے اور وہ جماعت میں اپنی توفیق اور اپنی خواہش اپنی تمنا کے مطابق کچھ نہ کچھ پیش کریں۔ اس لحاظ سے یہ سب باتیں سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے لئے میں اپنی طرف سے دو ہزار پونڈ سے اس کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ مگر انگلستان کی جماعت کے ایک دوست مجھ سے پہل کر گئے۔ باقی تو مشورے دے رہے تھے انہوں نے ایک ہزار پونڈ کا ساتھ چیک بھجوا دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے توفیق ان کو دے دی کہ وہ سبقت لے گئے ہیں۔ مگر بہرحال دوسرے نمبر پر میرا نام آجاتا ہے اور اب جس کو خدا تعالیٰ جتنی توفیق عطا فرمائے۔ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبے سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے گا۔ ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو ہرگز نہ دے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نہ دے کیونکہ یہ ایسی تحریک نہیں ہے کہ جس طرح چندوں میں بعض دفعہ بوجھ اٹھا کر بھی آپ دیتے ہیں۔ **یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے اس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو ایک خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔** تو اس تحریک کا میں اعلان کرتا ہوں اور اسی پر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ لیکن ختم کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر آپ کو دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دعائیں کرنا اور دعا میں گریہ وزاری کرنا یا ان پیاروں کی یاد میں دل کو نرم پانا یہ کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ لیکن دشمن کے مقابل پر نظر نیچی کرنا اور اپنے مقاصد سے منہ موڑ لینا یا ان میں نرمی پیدا کر دینا یا اپنے عزائم میں کسی قسم کی کمی برداشت کر لینا، کسی قسم کی کمزوری برداشت کر لینا یہ مومن کو زیبا نہیں ہے۔ ہر ٹھوکر کے بعد پہلے سے زیادہ عزم ہونا چاہئے، پہلے سے بلند تر حوصلے ہونے چاہئیں، پہلے سے زیادہ سختی برداشت کرنے کے ارادے ہونے چاہئیں، اور اس کے مطابق دعائیں بھی پڑھنی چاہئیں ساتھ ساتھ۔ پس جہاں تک ان لوگوں اور دشمنوں کا تعلق ہے اُن کے لئے یہ آنسو نہیں ہیں، اُن کے لئے یہ دل کے درد نہیں ہیں۔ یہ ہمارا اپنے پیاروں کے ساتھ ایک تعلق ہے اور خدا کا اس کے ساتھ تعلق ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 220 تا 223)

(بحوالہ 18 جون 2010 الفضل انٹرنیشنل)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ایک تازہ تحقیق اور چار ایمان افروز واقعات

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔لندن

20مارچ 2012 کی اخبار روزنامہ ’’جنگ‘‘لندن میں ایک تازہ تحقیق کی ایک مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے جو درج ذیل ہے:

لندن (جنگ نیوز) چہرے کے تاثرات انسان کے اندر کی حقیقت عیاں کرتے ہیں اور سائنس دان بھی اب اس سے متفق ہیں۔ریسرچرز نے انسانی چہرے کے پانچ مسلز کا تجزیہ کیا جس میں لوگوں کے مختلف ردعمل اور غم وغیرہ کو بھی جانچا گیا۔جھوٹ بولنے والوں کے چہرے کے تاثرات دوسروں سے مختلف تھے۔ماہرین نفسیات نے مختلف ملکوں کے ٹیلی وژن پر آنے والے 52 افراد کے چہروں کی حرکات کا باریک بینی سے تجزیہ کیا جن میں برطانیہ کے لوگ بھی شامل تھے۔یہ افراد لاپتہ لوگوں کی واپسی کی اپیل کر رہے تھے ان میں سے نصف جھوٹ بول رہے تھے جن کو بعد میں قتل کے جرم میں سزائیں ہوئیں ریسرچرز کا کہنا ہے کہ ان میں 26 جھوٹے اور 26 سچے لوگ تھے اور یہ آسٹریلیا،کینیڈا، امریکہ، برطانیہ سے تعلق رکھتے تھے۔تمام جھوٹے افراد کو ان کے جسمانی (بشمول ڈی این اے شواہد) پر سزائیں ہوئیں۔اس ریسرچ سے یہ ثابت ہوا کہ فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے۔جھوٹے اپنے چہرے کے تاثرات کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔

اس تحقیق کا لب لباب، مرکزی نقطہ اور ماحصل یہ فقرہ ہے:

’’فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے‘‘

یہ رپورٹ پڑھ کر مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی بابرکت زندگی کے چار واقعات یاد آگئے جو آپ کی مقدس سیرت کے تابندہ گواہ بھی ہیں اور جن سے اس تازہ تحقیق کی تائید بھی ہوتی ہے۔یہ واقعات احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کے لئے، بغیر کسی مزید تبصرہ کے، درج ذیل کرتا ہوں۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دوسرے پڑھنے والوں کو بھی بصیرت اور فہم عطاء فرمائے۔آمین

(1)

جناب ابوسعید عرب صاحب اوّل اوّل ایک بڑے آزاد مشرب اور نیچریت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔حضرت اقدس کی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ نے انہیں سلسلہ کی طرف متوجہ کیا اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی محبت کا تخم آپ کے دل میں جمادیا۔ان کی حضرت اقدس سے ایک گفتگو کا ذکر ملفوظات نمبر چار میں ملتا ہے۔

’’عرب صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک چینی آدمی کے روبرو میں نے آپ کی تصویر کو پیش کیا۔وہ بہت دیر تک دیکھتا رہا۔آخر بولا کہ یہ شخص کبھی جھوٹ بولنے والا نہیں ہے پھر میں نے اور تصاویر بعض سلاطین کی پیش کیں۔مگر ان کی نسبت اس نے کوئی مداح کا کلمہ نہ نکالا اور بار بار آپ کی تصویر کو دیکھ کر کہتا رہا کہ یہ شخص ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 278)

(2)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کسی مقدمے کے واسطے میں ڈلہوزی پہاڑ پر جا رہا تھا راستہ میں بارش آگئی میں اور میرا ساتھی یکہ سے اتر آئے اور ایک پہاڑی آدمی کے مکان کی طرف گئے جو راستہ کے پاس تھا۔میرے ساتھی نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر اس نے روکا اس پر ان کی باہم تکرار ہوگئی اور مالک مکان تیز ہوگیا اور گالیاں دینے لگا۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں یہ تکرار سن کر آگے بڑھا۔جونہی میری اور مالک مکان کی آنکھیں ملیں تو پیشتر اس کے کہ میں کچھ بولوں اس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس لئے میں اجنبی آدمی کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا مگر آپ بے شک اندر آجائیں۔حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ ایک اجنبی آدمی تھا نہ میں اسے جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 6)

(3)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنی تقاریر کے مجموعہ ’’سیرت طیبہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

غالباً 1915-16 کی بات ہے کہ قادیان میں آل انڈیا ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایچ۔اے والٹر تشریف لائے۔ان کے ساتھ لاہور کے ایف سی کالج کے وائس پرنسپل مسٹر لوکاس بھی تھے۔مسٹر والٹر ایک کٹر مسیحی تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک کتاب لکھ کر شائع کرنا چاہتے تھے۔جب وہ قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملے اور تحریک احمدیت کے متعلق بہت سے سوالات کرتے رہے اور دوران گفتگو کچھ بحث کا سارنگ بھی پیدا ہوگیا۔اس کے بعد انہوں نے قادیان کے مختلف ادارہ جات کا معائنہ کیا اور بالآخر مسٹر والٹر نے خواہش ظاہر کی کہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے عقیدت مند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔چنانچہ قادیان کی مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیم اور فدائی صحابی منشی محمد اروڑا صاحب سے ان کی ملاقات کرائی گئی۔اس وقت منشی صاحب مرحوم نماز کے انتظار میں مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔رسمی تعارف کے بعد مسٹر والٹر نے منشی صاحب سے دریافت کیا کہ:

’’آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے ان کو کس دلیل سے مانا اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا؟

منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا:

’’میں مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ان کا نور اور ان کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے ان کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے۔‘‘

یہ کہہ کر منشی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں بے چین ہو کر اس طرح رونے لگے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی جدائی میں بلک بلک کر روتا ہے۔اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ یہ نظارہ دیکھ کر ان کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور وہ محو حیرت ہو کر منشی صاحب موصوف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور ان کے دل میں منشی صاحب کی اس سادہ سی بات کا اتنا اثر تھا کہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ’’احمدیہ موومنٹ‘‘ میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ:۔

’’مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اسے ہم دھوکے باز ہرگز نہیں کہہ سکتے‘‘

(’’احمدیہ موومنٹ‘ مصنفہ مسٹر ایچ۔اے والٹر)

(سیرت طیبہ صفحہ 140-141)

(4)

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک اور ایمان افروز واقعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب ’’سیرت طیبہ‘‘ میں صفحہ 142،143 پر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

’’حضرت مولوی سرور شاہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی اور جماعت احمدیہ کے ایک جید عالم تھے فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ مردان کا ایک شخص حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے زمانہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ کی طب کا شہرہ سن کر آپ سے علاج کی غرض سے قادیان آیا۔یہ شخص حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا سخت ترین دشمن تھا اور بمشکل قادیان آنے پر رضامند ہوا تھا۔اور اس نے قادیان آکر اپنی رہائش کے لئے مکان احمدی محلہ سے باہر لیا۔جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے علاج سے اسے خدا کے فضل سے افاقہ ہوگیا اور وہ اپنے وطن واپس جانے کے لئے تیار ہوا تو اس کے ایک احمدی دوست نے اسے کہا کہ تم نے حضرت مسیح موعودؑ کو تو دیکھنا پسند نہیں کیا مگر ہماری مسجد تو دیکھتے جاؤ۔وہ اس بات کے لئے رضامند ہوگیا مگر یہ شرط کی کہ مجھے ایسے وقت میں مسجد دکھاؤ جب مرزا صاحب مسجد میں نہ ہوں چنانچہ یہ صاحب اسے ایسے وقت میں قادیان کی مسجد مبارک دکھانے کے لئے لے گئے جب نماز کا وقت نہیں تھا اور مسجد خالی تھی۔مگر قدرت خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ادھر یہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور ادھر حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کی کھڑکی کھلی اور حضور کسی کام کے تعلق میں اچانک مسجد میں تشریف لے آئے۔جب اس شخص کی نظر حضرت مسیح موعودؑ پر پڑی تو وہ حضور کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی بے تاب ہو کر حضور کے قدموں میں آگرا اور اسی وقت بیعت کرلی‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت 73)

سردست ان چار واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔حق تو یہ ہے کہ جیسے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنے ایک عارفانہ شعر میں فرمایا ہے:

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

آپ کے خطوط آپ کی رائے:

تعلیم کیلئے فکرمند جماعت احمدیہ کو مبارک باد

مکرم مدیر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۸ مارچ بدر صفحہ نمبر ۱۵ لائحہ عمل برائے سیکرٹریان تعلیم بھارت مرتب کردہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان نمبر ۳ میں سیکرٹریان تعلیم کو اُس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ ان کی جماعت کا کوئی بھی طالب علم مالی پریشانی کے باعث تعلیم نہ چھوڑے ایسی صورت میں سیکرٹریان تعلیم کو فوری صدر صاحب/امیر صاحب سے رابطہ کرنا چاہئے تا کہ نظارت تعلیم کی جانب سے ایسے ضرورت مند طلباء کی مدد کی جاسکے۔ہماری جانب سے بہت بہت مبارکباد و دُعائیں۔ہمارے ہاں کئی اخبارات مسلکی رسائل وغیرہ آتے ہیں مگر آج تک کسی اخبار میں مندرجہ بالا صدقہ جاریہ والی خوشخبری پڑھنے کو نہیں ملی جبکہ عام مسلمانوں کے ادارے تو بہت ہیں مگر صرف نام ونمود اور پیسہ بٹورنے کے ذرائع ہیں اور کچھ نہیں۔اصل صحیح خدمت تو یہ ہے کہ آپ انسان کو ایک تعلیم یافتہ انسان بنادیجئے یہ کام ہی اصل عبادت وصدقہ ہے۔کاش ایسا اور کوئی ان کی تقلید کرتا۔

محمد سمیع اللہ خان باز

صدر اردو ملاپ سوسائٹی شیموگہ۔کرناٹک (فون) 09845345878

(یہ برکات صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے وابستگی کے نتیجہ میں ہی حاصل ہورہی ہیں۔مدیر)

پاکستانی نام نہاد علماء کی ڈگر پر!

(تنویر احمد ناصر۔نائب ایڈیٹر بدر قادیان)

جب سے انبیاء کے سلسلہ کا آغاز ہوا ہے اُس وقت سے لیکر آج تک ہر آنے والے نبی اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ ظلم و بربریت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی جاری ہے لیکن خدا تعالیٰ کا اپنے انبیاء اوران کی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ سے یہی سلوک رہا ہے کہ ان کے خلاف اختیار کیا جانے والا ہر شر اور فتنہ اُن کے مخالفین پر ہی اُلٹایا جاتا رہا۔ چنانچہ انبیاء کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ ہر قسم کے ظلم و بربریت اور استحصال کی چکی میں پیسے جانے کے بعد بالآخر خدا کے رسول اور ان کی پاک جماعتیں ہی غالب آئیں اور مخالفین نے جس راہ سے اُنہیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہا اللہ نے اُنہیں اُسی راہ سے عذاب میں گرفتار کیا۔

اس کی واضح مثال ''مملکت خداداد پاکستان'' کی شکل میں نظر آتی ہے جہاں احمدیت پر حکومتی سطح پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کی جاتی رہیں اور کی جارہی ہیں۔ جہاں آئے دن احمدیوں کو صرف اس وجہ سے شہید کیا جارہا ہے کہ وہ زمانے کے امام پر ایمان لائے۔ لیکن ایک طرف جہاں مخالفین احمدیت اپنی اکثریت کے باطل زعم و ناز میں چور احمدیت پر نت نئے ظلم کا باب کھولتے جارہے ہیں وہیں خدا تعالیٰ بھی جماعت احمدیہ کے حق میں جہاں فتح وظفر کے نئے سے نئے ابواب کھولتا چلا جارہا ہے۔ وہیں ان مخالفین کے لئے بھی نت نئے ذلت و رسوائی کے ابواب کھولتا چلا جارہا ہے اور ہر آنے والا دن اُن کے ماتھے پر ذلت اور رسوائی کے قشقے لگاتا چلا جارہا ہے اور ترقی کی ہر راہ ان پر مسدود ہوتی جارہی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانے کا بلند وبانگ دعویٰ کرنے والوں کے ہاتھ میں آج خود کشکول آگیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے یہ ناعاقبت اندیش مخالفین شاید یہ بات نہیں جانتے یا جان بوجھ کر انجان بنے ہوئے ہیں کہ یہ الٰہی جماعت ایک ایسی اٹل چٹان اور خدائی پتھر ہے کہ جو اس پر گرے گا پاش پاش ہو جائے گا اور جس پر یہ گرے گا اس کا بھی کچھ باقی نہ رہے گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جماعت احمدیہ کوئی دنیاوی ایٹمی ہتھیاروں کی طاقت رکھتی ہے اس کی اصل طاقت اور ہتھیار تو دُعا ہے۔ ایک بادشاہ اور فقیر کا قصہ مشہور ہے کہ ایک ملک پر ایک بادشاہ نے چڑھائی کا ارادہ کیا جب وہ اپنی فوجوں کو لیکر نکل کھڑا ہوا تو راستے میں ایک فقیر نے اُسے روک لیا اور کہا کہ میں تمہیں آگے جانے نہیں دوں گا بادشاہ نے کہا تم ایک معمولی فقیر ہو تم کیا میرا مقابلہ کروگے میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔ فقیر نے کہا کہ میں صبح کی دُعاؤں کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کروں گا۔ بادشاہ سلیم الفطرت تھا فوراً سمجھ گیا اور کہا کہ میرے اندر تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں اور واپس ہو گیا۔ لیکن آج کل کے یہ نام نہاد علماء اپنی حکومت اور طاقت کے نشے میں مخمور اس نکتے کو بھولے بیٹھے ہیں اور زمانے کے امام کی مخالفت کر کے خدا سے برسرِ پیکار ہیں۔

وطن عزیز ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے لیکن اس نام نہاد سیکولرازم کی پول بھی اب دن بدن کھلتی جارہی ہے۔ ہمارا یہ پیارا وطن جس کے تاسیسی خاکے میں یہ بات شامل ہے کہ یہاں ہر مذہب وملت کے ماننے والے کو ملکی قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے امن کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری کی آزادی ہے۔ اب یہاں ووٹ کی سیاست نے اپنے دام پھیلا دیئے ہیں۔ یہاں بھی اب ان اصولوں کو پائمال کیا جارہا ہے جن سے پوری دُنیا میں وطن عزیز کو ایک سُرخروئی اور نیک نامی حاصل تھی۔

واضح رہے کہ گزشتہ کافی عرصہ سے وطن عزیز ہندوستان میں بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت گرماتی رہی ہے۔ یہاں کے مسلمان بھی اپنے نام نہاد علماء اور ''سیاسی مسلمانوں'' کی انگیخت پر مخلصین جماعت احمدیہ کے ساتھ ہر وہ گھناونی حرکت کر گزرنے کیلئے بیتاب ہیں پاکستانی علماء کر رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف ہر ظلم وستم کی وہ راہ اختیار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو پاکستان میں اختیار کی جارہی ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ دنوں جو خبر پڑھنے کو ملی وہ نہایت ہی تشویش ناک اور تاریک ترین صورت حال کو اُجاگر کرنے والی تھی چنانچہ روزنامہ منصف حیدرآباد اپنی 26 مارچ 2012 کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''(حیدرآباد 25 مارچ (ابوجاسم) خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے عام مسلمانوں اور دنیا کو دھوکہ دینے والے قادیانیوں نے آج ایک اور اشتعال انگیزی کرتے ہوئے سعید آباد مادنا پیٹ میں امن و امان بگاڑنے کی کوشش کی۔ تفصیلات کے مطابق مادنا پیٹ منڈی کے روبرو سنتوش نگر جانے والی روڈ کے ایک جانب قادیانیوں کا مندر واقع ہے۔ آج اس مندر میں ختم نبوت کے منکر غلام احمد قادیانی کے پیرؤں نے اپنی ایک مذہبی تقریب منعقد کی۔ اس موقع پر قادیانی مندر کے باہر ایک خصوصی کاونٹر بھی لگایا گیا تھا جہاں رکھے ہوئے لٹریچر کو وہاں سے گذرنے والے مسلمانوں میں تقسیم کیا جارہا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ قادیانیوں کی جانب سے تقسیم کئے جانے والے پمفلٹس اور کتابچوں پر مکہ مکرمہ اور گنبد خضریٰ کی تصاویر تھی اور کلمہ طیبہ کی تحریر درج تھی۔ اس لٹریچر کے ذریعہ قادیانی عام مسلمانوں میں یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ بھی مسلمان ہیں اور عالم اسلام کے علماء نے انہیں غیر مسلم قرار دینے کا جومشترکہ فیصلہ کرلیا ہے وہ غلط ہے۔

فرقہ وارانہ لحاظ سے حساس سمجھے جانے والے اس علاقہ میں ٹریفک جام ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہزار سے پندرہ صد نوجوان وہاں پہنچ گئے۔ نوجوانوں کی اس تعداد کو دیکھ کر قادیانی مندر میں موجود غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں اور باہر بندوبست پر متعین پولیس عہدیدار سکتے میں آگئے۔ پولیس عہدیداروں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری مولانا ارشد علی قاسمی کے درمیان بحث وتکرار شروع ہوگئی۔ مولانا ارشد علی قاسمی نے کہا کہ قادیانی اپنے لٹریچر پر مکہ مکرمہ اور گنبد خضریٰ کی تصاویر شائع کروا کر اور اس پر کلمہ طیبہ تحریر کرواتے ہوئے تقسیم کر رہے ہیں حالانکہ دشمنانِ اسلام کی سازشوں کے نتیجہ میں وجود میں آنے والے اس فرقہ کا تعلق مسلمانوں سے ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ ایسے میں ہر غیر مسلم کس طرح مسلمانوں کا کلمہ کعبۃ اللہ اور گنبد خضریٰ کی تصاویر استعمال کر سکتے ہیں۔ وہاں موجود برہم نوجوانوں نے کہا کہ وہ قادیانیوں کی ان حرکتوں کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ ایک مرحلہ پر کچھ نوجوان قادیانیوں کی مندر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ پولیس نے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا اور مندر میں موجود قادیانیوں کو اپنی حفاظت میں مندر کے عقبی دروازہ سے نکال لیا گیا۔

آج ساڑھے بارہ بجے تا ایک بجے جیسے ہی مادنا پیٹ سبزی منڈی کے قریب برہم مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے پولیس پریشان ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے علاقہ کو پولیس چھاونی میں تبدیل کر دیا گیا۔ صورتحال پر قابو پانے پولیس کی کوئیک ایکشن ٹیم، ٹاسک فورس اور پولیس کی دیگر فورس کو طلب کرلیا گیا۔ مولانا ارشد علی قاسمی نے اپنی شکایت میں پولیس سے مطالبہ کیا کہ منکر ختم نبوت قادیانی فرقہ کو اپنے گمراہ کن اور گستاخانہ لٹریچر میں مکہ مکرمہ اور گنبد خضریٰ کی تصاویر شائع کرنے سے روکا جائے اور یہ کہ وہ اپنی نام نہاد عبادتگاہوں کو مسجد کا نام نہ دیں اور نہ ہی اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ تحریر کریں اور خود کو مسلمان کی حیثیت سے پیش نہ کریں۔

جہاں تک شہر میں قادیانیوں کی مندروں کا سوال ہے حیدرآباد میں قادیانیوں کی ۵ منادر ہیں۔ مادنا پیٹ منڈی کے پاس ان لوگوں نے ایک بڑی مندر بنالی ہے اور قریب میں ان کی کچھ آبادی بھی ہے لیکن بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ان لوگوں نے اس مندر کو مسجد کا نام دیا ہے اور اس پر کلمہ طیبہ بھی تحریر کیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ ان قادیانیوں کو اسلامی نام رکھنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہی اپنے کمیونٹی ہالس کو مسجد قرار دے سکتے ہیں ان کی حرکات اسلامی قوانین اور دستور ہند کے بھی مغائر ہیں۔ وفد نے پولیس کو قادیانیوں کے خلاف فوری کاروائی نہ کرنے پر احتجاج کا انتباہ بھی دیا گیا ہے۔''

یہ تو وہی بات ہوئی کہ بقول شاعر

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

آغاز اسلام میں جب کوئی انسان کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتا تو مسلمانوں کے دل خوشی سے بلّیوں اُچھلنے لگتے اپنے چاروں طرف شرک کی اجارہ داری دیکھ کر ان کے دل کڑھتے۔ ان کے رات دن اس بے چینی میں گذرتے کہ کاش کوئی سعید روح ہمارے ذریعہ اسلام جیسی عظیم نعمت کے حصول سے ہدایت پاجائے۔ لیکن آج کے یہ نام نہاد ''دین کے ذمہ دار'' مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں وہ مسلمان جو دراصل اس زمانے میں امام مہدی کو مان کر حقیقی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ وہ مسلمان جو اسلام کی خاطر، توحید کے قیام کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں اور ان عظیم جانوں کو تلف کرنے والے یہی ''دین کے ذمہ دار سیاسی مسلمان'' ہی ہیں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں احمدیوں کو صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے شہید کرنا اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کی اصل دولت کے متعلق فرمایا کہ تیرے ذریعہ ایک انسان کا ہدایت پاجانا سو سرخ اونٹوں کے حصول سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن آج کل کے ان سیاسی مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں ہے۔ ان کی حقیقی خوشی کسی کے ہدایت یافتہ ہوجانے میں نہیں بلکہ حقیقی اور سچے اور پکے مسلمان کو، کلمہ گو کو کافر قرار دینے میں ہے۔ ان کی مساجد کو مندر قرار دینے میں ہے۔ ان کے سینوں اور مسجدوں سے کلمۂ طیبہ کی تحریر مٹانے میں ہے۔

اے کاش ہماری مساجد سے کلمہ طیبہّ کی پاکیزہ تحریر کو مٹانے کے ناپاک خواب دیکھنے والے ہماری روح کی گہرائیوں میں کندہ کلمہ طیبہ کے نقوش کو بھی دیکھتے جنہیں وہ ہم پر ہزار موتیں وارد کر کے بھی ہم سے جدا نہیں کر سکتے۔

ایک موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا تو یہ ہدایت دی کہ اُكْتُبُوْا لِي مَنْ يَلْفَظُ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ کہ لوگوں میں سے جو شخص اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کا نام میرے لئے تیار ہونے والی فہرست میں لکھ لو۔ (بخاری)

مگر آج کل کے یہ نام نہاد ''حقیقی مسلمان''

آنحضورؐ کے اس صریح فیصلے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیا کو یہ جتانا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! آنحضورؐ نے مسلمان کی جو یہ تعریف کی تھی وہ غلط تھی اور یہ لوگ اسلام کو زیادہ سمجھنے والے ہیں یہ بتائیں گے کہ مسلمان کون ہے۔ان کے نزدیک حقیقی مسلمان وہی ہے جسے یہ مسلمان سمجھیں جوان کی ہاں میں ہاں ملائے جوان کے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر خدا کے ساتھ حی و قیوم سمجھے۔جو (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو گندی گالیاں دے وہی ان کے نزدیک حقیقی مسلمان ہوسکتا ہے کیونکہ گالیاں دیئے بغیر ان کے نزدیک حقیقی ایمان کا اظہار ہو ہی نہیں سکتا۔یہی ان کے اسلام اور ایمان کے اظہار کا ''اعلیٰ ترین'' ذریعہ ہے۔لیکن ہم خدا کے فضل سے ببانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام اور ایمان کے اظہار کیلئے اِن اخلاق رزیلہ کی نہیں بلکہ اُن اخلاق فاضلہ کی ضرورت ہے جن کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے کیا۔ یا جو آج جماعت احمدیہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح موعودؑ اور اپنے پیارے امام کی غلامی میں کررہی ہے۔اگر کوئی شخص منہ سے کلمہ پڑھ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور تمام اسلامی شعار کی پابندی کرتا ہے،قرآن مجید کی شریعت کو اپنے سر پر قبول کرتا ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اُسے کافر قرار دے۔ ہمارے مخالفین ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم اسلامی شعار کو اختیار کرکے مسلمان ہونے کا ڈھونگ کرتے ہیں۔کیا یہ خدائی کا دعویٰ نہیں۔فتویٰ تو صرف ظاہر پر ہی دیا جاسکتا ہے۔ انسان کسی کے دل کا حال نہیں جان سکتا۔دل پر تو خدا کی نظر ہے اور وہی انسان کے اندرونی بھیدوں کا راز دار ہے کیا یہ مخالفین یہ دعویٰ کرکے اپنے آپ کو خدائی صفت عالم الغیب والشہادۃ کے ہم پلہ نہیں قرار دے رہے۔ہمیں ان نام نہاد ''سرکاری مسلمانوں'' کے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں۔ہمیں اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ یہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے جبکہ ہمارے دل اُس مالک دو جہاں سے اس یقین محکم پر قائم ہیں کہ اگر اس زمانے میں کوئی حقیقی مسلمان ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہمارے لئے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرٹیفکیٹ ہی کافی ہے۔کلمہ طیبہ پر ہمارا دل وجان سے ایمان ہے اور ایسا پکا ایمان ہے کہ اس کا لاکھواں حصہ بھی ان سرکاری مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوگا۔حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

بات حیدرآباد کی خبر کے حوالے سے ہو رہی تھی حقیقت یہی ہے جو بیان ہوئی۔ اس تمام مخالفانہ کاروائی کی جب پیارے سیدنا حضرت امیر المؤمنین کو اطلاع ہوئی تو آپ نے نہایت شان استغنائی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شر مخالفین پر ہی الٹا دے۔

اگرچہ حیدرآباد میں جماعت احمدیہ کی مخالفت بہت شدت اختیار کرتی چلی جارہی ہے لیکن وہ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے مخلصین کے ایمانوں میں کسی بھی طرح سے تذلذل برپا نہیں کرسکتے بلکہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اُن کے ایمانوں میں مزید جلا پیدا کرنے کے سامان بہم پہنچاتا چلا جارہا ہے اور مخالفین کو انہی کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنساتا چلا جارہا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کس قدر ایمانوں کی مضبوطی کا باعث ہے اس کا اظہار ذیل کی خبر سے ہوتا ہے جو کہ ہے تو نہایت تشویشناک لیکن عقل رکھنے والوں کیلئے اس میں نشان عبرت بھی ہے۔ چنانچہ اخبار ہندسماچار اپنی 9 اپریل 2012 کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''حیدرآباد ۸ اپریل (یو این آئی) فرقہ وارانہ تشدد کے بعد آج حیدرآباد کے پرانے شہر کے مدنا پیٹ اور سعید آباد علاقے میں غیر معینہ مدت کیلئے کرفیو نافذ کردیا گیا۔ تشدد کے دوران ریاستی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بسوں سمیت متعدد گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔تشدد کی اصل وجہ معلوم نہیں ہوسکی ہے تاہم سرکاری ذرائع نے بتایا کہ گڑبڑی اس وقت پیدا ہوئی جب پرانے شہر میں کرما گڈا علاقے میں واقع ہنومان مندر کے احاطے میں کسی نے گائے کا گوشت ڈال دیا۔ دو گروپ میں شروع ہونے والا تصادم شہر کے مختلف حصوں میں پھیل گیا جس کے بعد پولیس نے حالات پر قابو پانے کیلئے کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ پولیس نے کسی بھی جگہ پانچ سے زائد لوگوں کے جمع ہونے پر بھی پابندی لگادی ہے۔ پولیس نے مدنا پیٹ اور سعید آباد علاقے میں ایک دوسرے کے خلاف تشدد پر آمادہ ہجوم کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس کے گولے داغے اور لاٹھی چارج کیا۔ دوسری طرف پرتشدد ہجوم نے پتھراؤ کیا اور سرکاری گاڑیوں کو نشانہ بنایا۔آر ٹی سی کی چھ بسوں اور بی جے پی کے ایک لیڈر کی گاڑی کو تشدد کے دوران نقصان پہنچا۔فرقہ وارانہ لحاظ سے نہایت حساس اس شہر میں تشدد کے اس واقعہ کے بعد حالات کشیدہ ہیں۔لوگوں میں خوف و ہراس ہے۔

فرقہ وارانہ تشدد کے بعد احتیاط کے طور پر تمام تجارتی ادارے، بینک اے ٹی ایم سینٹروں کو بند کردیا گیا ہے۔امن و امان کو برقرار رکھنے کیلئے تمام حساس علاقوں میں ریپڈ ایکشن فورس اور ریاستی پولیس کے جوانوں کو تعینات کردیا گیا ہے۔''

اگرچہ صورت حال نہایت نازک اور مخل امن ہے اور ایک امن پسند شہری کیلئے نہایت تکلیف دہ بات ہے لیکن ایک عقل سلیم رکھنے والے کیلئے نشان عبرت بھی ہے۔اِدھر ایک حق آشنا کی صدائے فقیرانہ بلند ہوئی اور اُدھر چند ہی دنوں میں اُسی علاقہ کے سیاسی مسلمان اپنے ہی پھیلائے جال میں پھنس گئے اس صورت حال سے آنحضرتؐ کی وہ پیشگوئی بھی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے جس میں آپؐ نے آخری زمانہ کے بدکردار علماء کے متعلق فرمایا تھا کہ مِنۡ عِنۡدِهِمۡ تَخۡرُجُ الۡفِتۡنَةُ وَفِيۡهِمۡ تَعُوۡدُ یعنی فتنہ انہی میں سے اُٹھے گا اور انہی میں لوٹ جائے گا۔

ہمارے ہندوستانی مسلمان بھائیوں کو پاکستان کے موجودہ عبرت ناک حال سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جو کہ ہندوستان کے ساتھ ہی جمہوری نظام میں داخل ہوا لیکن اپنی مذہبی تنگ نظری کے سبب دنیا اور خُدا دونوں کی نظروں میں گرتا چلا گیا اور ایک الٰہی جماعت کی مخالفت کے نتیجہ میں قہر خداوندی کی آماجگاہ بن گیا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ وطن عزیز بھی اُسی ڈگر پر چل کر خدا تعالیٰ کی ناراضگی اپنے اوپر مول لینے والا بن جائے۔اس اعتبار سے حکومت ہندوستان کو بھی غور کرنا چاہئے خاص کر حیدرآباد کی خبر کے حوالے سے۔ کیا کبھی جماعت احمدیہ فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھانے کی قصوروار پائی گئی یا اپنے حقوق کے حصول کیلئے انتظامیہ کیلئے سردردی کا باعث بنی جماعت احمدیہ تو دنیا کے ہر ملک میں امن کا علم بلند کرتے ہوئے پیار اور محبت کا پیغام دے رہی ہے۔ حکومت کو نوٹس لینا چاہیے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھانے کا موجب کون لوگ ہیں کن کے بھڑکاؤ بیانات اور حرکات ملک میں فرقہ وارانہ دنگے کروانے کا موجب بنتے ہیں؟ کون ذرا ذرا سی بات پر سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور انتظامیہ کیلئے باعث فکر و پریشانی بنے ہوئے ہیں۔حکومت کو ووٹوں کی سیاست سے اُوپر اُٹھکر عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق کا ساتھ دینا ہوگا۔خدا کرے ہمارے ملک کے ارباب حل وعقد انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں اور ہمارا ملک امن و امان میں دنیا کے لئے مثال ثابت ہو۔

فاعتبروا یا اولی الالباب۔

نسیان کا علاج

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مشہور صحابی حضرت مولانا محمد ابراھیم بقاپوری صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔

''ایک دفعہ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے نسیان کی بیماری کا غلبہ ہوگیا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا ''رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي پڑھا کرو۔اس پر خاکسار نے عمل کیا اور مجھے بہت فائدہ ہوا''۔ (بحوالہ اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 250)

ضروری اعلان برائے خریداران بدر

خریداران ہفت روزہ بدر سے درخواست ہے کہ جن خریداران کا چندہ بدر بشمول سال 2011 بقایا ہے اولین فرصت میں ادا کرکے ممنون فرمائیں۔رقم بھجوانے کے ذرائع۔

۱۔محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بذریعہ بنک ڈرافٹ بھجوا سکتے ہیں۔

۲۔بذریعہ ڈرافٹ رقم بھجوانی ہو تو ڈرافٹ کی فوٹو کاپی مینیجر بدر کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

۳۔Online رقم جمع کرانے کیلئے مطلع رہیں کہ مینیجر ویکلی بدر کا State Bank of India قادیان برانچ میں اکاؤنٹ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Manager Weekly Badr Account
No. 10776119612, Qadian Branch Code 1571,
International Swift Code: SBININBB274

رقم ادا کرنے کے معاً بعد مینیجر بدر کو چندہ کی ادائیگی کی اطلاع دیکر ممنون فرمائیں تا آپ کے کھاتہ میں رقم کا اندراج ہوسکے اور آپ کا حساب درست رہ سکے۔

خریداران بدر اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ چندہ بدر خریدار پر بدر کا ایک قرض ہے اس کی ادائیگی بروقت کرنا اخلاقی فرض ہے۔

نوٹ: خریداران سے درخواست ہے کہ اپنی جماعت کے مقررہ نمائندہ بدر کے پاس ہی چندہ بدر ادا کریں۔

(مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

ملکی رپورٹیں

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کرناٹک: بتاریخ 19فروری بروز اتوار بعد نماز عصر احمدیہ مسجد میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیر صدارت خاکسار محمد شفیع اللہ امیر جماعت احمدیہ جنوبی کرناٹک منعقد کیا گیا۔تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد مکرم شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نے بعنوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق فاضلہ تقریر کی۔مکرم طارق احمد گلبرگی صاحب مبلغ سلسلہ نے آنحضرتؐ بحیثیت داعی الی اللہ کے موضوع پر تقریر کی۔آخری تقریر مکرم مولانا محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ دہلی نے بعنوان آنحضرتؐ بحیثیت خاتم النبیین کی۔اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کرناٹک کی جانب سے کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت زندگی بزبان کنڑا کا اجراء کیا گیا۔آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔(محمد شفیع اللہ۔امیر جماعت احمدیہ جنوبی کرناٹک)

خون ڈانگا۔ بتاریخ 7فروری احمدیہ مشن میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔تلاوت اور نظم کے بعد مکرم شیخ نذرالاسلام صاحب نے آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔اسی طرح بتاریخ 19فروری مشن ہاؤس میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔الحمدللہ مشن ہاؤس میں ایم ٹی اے کے ذریعہ استفادہ کا بھی انتظام ہے اور کثیر تعداد میں احباب و مستورات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ اور دیگر پروگراموں سے استفادہ کرتے ہیں۔(فیروز ندیم۔مبلغ سلسلہ خون ڈانگا)

جالندھر (25فروری) اللہ کے فضل سے ماہ مارچ میں سرکل جالندھر میں تمام جماعتوں میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری شان وشوکت سے منایا گیا۔محترم زونل امیر صاحب لدھیانہ زون اور محترم انیس احمد صاحب مربی سلسلہ نے تمام جلسوں میں بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی۔ جماعتوں کے اسماء درج ذیل ہیں۔ جالندھر،کوگاں سدانہ، بحرام، بیگووال۔، باروال، نڈالہ،کھیڑا اچھرولی،سیلہ خورد، ریڑواں، دولت پور ڈھنڈا۔ ان جلسوں میں احباب وخواتین کے علاوہ غیر مسلم افراد بھی بکثرت شریک ہوئے۔ان اجلاسات میں تلاوت قرآن کریم نعت خوانی کے علاوہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موضوع پر علماء نے تقاریر کیں۔

(عطاء الاول سرکل انچارج جالندھر)

هماچل پردیش: (۵ تا ۲۷فروری) الحمد للہ کہ ماہ فروری میں ہماچل پردیش کی کل آٹھ جماعتوں میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کیا گیا۔جن میں علاقہ کے صدر صاحبان بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے اجلاسات کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بچوں نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوش الحانی سے پڑھی۔علماء کرام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کے عنوان پر خطاب کیا ان جلسوں کا علاقہ پر نہایت اچھا اثر ہوا۔جماعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

جماعت احمدیہ ہردوڑی، بالوگلو،کھبلی، بڈھیر راجپوتانہ، ڈنگوہ، لڈبڑول، کھیڑا،اسی طرح ماہ فروری میں ہی مذکورہ جماعتوں میں تربیتی اجلاسات بھی منعقد ہوئے۔جن میں نو مبائعین بچوں اور بڑی عمر کے احباب مستورات کو ابتدائی دینی معلومات سے روشناس کروایا گیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ (نذیر احمد مشتاق زونل امیر و مبلغ انچارج ہماچل پردیش)

راجستھان: الحمدللہ کہ ماہ فروری میں راجستھان کی جماعتوں روپن گڑھ، کالی تلائی کھیڑا، بیاور وغیرہ میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کئے گئے۔جن میں علاقہ کے صدر صاحبان بطور مہمان شریک ہوئے تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبولؐ کے بعد علماء کرام نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف موضوعات پر تقریریں کیں۔

(رمضان علی و شیخ نصیر احمد معلم سلسلہ)

بھونیشور بک فیئر

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ بھونیشور کو بھونیشور بک فیئر 2012 میں دس روزہ بک اسٹال لگانے کا موقعہ ملا۔کثیر تعداد میں لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔کثرت سے غیر مسلم حضرات نے قرآن مجید مع اڑیہ ترجمہ حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین۔

(حلیم احمد شاہد۔مبلغ سلسلہ بھونیشور)

غزل

(فاروق محمود۔لندن)

ابھی ہیں آگے بڑے مرحلے جو مشکل ہیں
پر امتحان کے اب آخری مراحل ہیں

بچھا دئے تو سرِ راہ دیدہ و دل ہیں
پہ جانتا ہوں ، نہیں یار کے وہ قابل ہیں

ہیں یہ وراثتِ اہلِ وفا ، کہو لبّیک!
ہمارے زخم فقط یہ ہمارے قابل ہیں

تم اِن کو کچھ نہ کہو ، اِن سے ہے متاعِ سخن
یہ میرے درد مری زندگی کا حاصل ہیں

خِرد نے اِن کو ڈبویا ، اِنہیں جنوں دے دے
پڑھے لکھے جو مرے آس پاس جاہل ہیں

لباسِ فقر میں ، تھامے ہوئے عنانِ زماں
یہ کیسے لوگ ترے قافلے میں شامل ہیں

ہر ایک غم سے بچا قلبِ مطمئنہ کو
کہ اُسکے ساتھ دھڑکتے کروڑہا دل ہیں

اُنہیں پِلاتا رہے ساقی یوں مئے عرفان
وہ تشنہ اور بھی ہوں جو شریکِ محفل ہیں

ہماری رات تو ناآشنائے تیرگی ہے
کہ مژدے نور کے اِن رتجگوں میں شامل ہیں

نویدِ صبح ہے یہ آخری صدائے جَرَس
اُنہیں جگادے جو اب بھی خبر سے غافل ہیں

یہ ایسی موت کہ جس میں چھپی ہوئی ہے حیات
وہ کر گئے مجھے زندہ جو میرے قاتل ہیں

مرا سفینۂ صبر و دعا ہے تیری عطا
مگر بتادے ابھی کتنے دُور ساحل ہیں

احمدیہ سہ ماہی رسالہ ’’یُگارشمی‘‘ کو خصوصی اعزاز

صوبہ کرناٹک میں دو دہائی پورا کرنے والے اخبارات و رسائل اور اس کے ایڈیٹروں کو اعزاز اور سندات دینے کی غرض سے Karnataka Madhyam Academy نے ایک تقریب 28نومبر 2011 کو بنگلور میں منعقد کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے اس سہ ماہی رسالہ ’’یگارشمی‘‘ کا آغاز 1975 میں مکرم جناب محمد یوسف صاحب کی ادارت میں ہوا۔اور بفضلہٖ تعالیٰ 35 سال سے یہ اسلام اور احمدیت کی آواز صوبہ کرناٹک میں بلند کر رہا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کرام کے پیغام کو صوبہ کرناٹک کے لوگوں تک پہنچا رہا ہے۔رسالہ ’’یگارشمی‘‘ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اب تک جاری رہنے والے اسلامی رسائل میں سے یہ سب سے پرانا رسالہ ہے اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اور پہچان یگارشمی کیلئے بابرکت کرے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے آمین۔(صدیق اشرف علی موگرال)

جلسہ پیشوایان مذاہب

الحمدللہ کہ بتاریخ ۱۱مارچ ۲۰۱۲ بروز اتوار بعد نماز ظہر سرکل گولگیرہ کی کچلنور جماعت میں ایک ہندو دوست شری بھیمن گوڑ جو اس گاؤں میں بہت زیادہ شہرت رکھتے ہیں کے اصرار پر ایک جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا گیا۔اس جلسہ میں محترم اسد اللہ سلطان غوری صاحب ذونل امیر شمالی کرناٹک نے بطور صدر شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مہمانان کرام کی عزت افزائی گل پوشی کے ذریعہ کی گئی۔جماعت احمدیہ کا تعارف کنڑی زبان میں مکرم غفور صاحب نے کرایا بعد ازاں جناب بھیم گوڑ ما نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

مکرم طاہر احمد صاحب معلم سلسلہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم ناصر احمد صاحب نے کنڑی زبان میں ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر کی۔جلسہ کی آخری تقریر مکرم اسماعیل احمد صاحب ٹیچر نے احمدیت کا قیام اور اس کی ترقی کے موضوع پر کی۔اس موقعہ پر اطفال میں علمی مقابلہ جات کے انعامات تقسیم کئے گئے۔صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(طاہر احمد۔انچارج نارتھ ذون کرناٹک)

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر

1800 - 180 - 2131

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی صوبائی کانفرنس کا جماعتی روایات کے ساتھ شایان شان انعقاد

محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان کی شرکت اور خطاب۔کیرلہ کے طول وعرض سے پانچ ہزار سے زائد مہمانان کرام کے علاوہ تامل ناڈو وآندھرا وکرناٹک سے احباب جماعت کی شرکت۔اختتامی اجلاس میں ہزاروں کی تعداد میں غیر احمدی احباب کی شمولیت۔کالیکٹ بیچ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کیرلہ کی صوبائی کانفرنس بمقام کالیکٹ بتاریخ 12اور 13نومبر 2011بروز ہفتہ واتوار جماعتی روایات کے ساتھ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔جلسہ کی اختتامی کاروائی کے علاوہ باقی تمام پروگرام کالیکٹ کی مسجد سے ملحقہ زمین میں ہوئے جسے حضور انور کی خواہش کے مطابق خرید لیا گیا تھا۔

پہلا روز: بتاریخ 12نومبر 2011 صبح نو بجے محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے لوائے احمدیت لہرایا۔ بعدہ محترم کے ایم احمد کویا صاحب زونل امیر وصدر صوبائی جلسہ کی زیر صدارت مکرم حافظ محمد ابوالوفاء کی تلاوت قرآن پاک وترجمہ سے جلسہ کا آغاز ہوا۔محترم صدر جلسہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ملایالم میں پڑھ کر سنایا۔ بعدہ محترم روشن احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔صدارتی خطاب کے بعد محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔جس کا ملیالم ترجمہ مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب نے سنایا۔

بعدہ محترم احمد شریف صاحب زونل امیر ترواندرم کیرلہ نے مختصر خطاب فرمایا اور محترم ای۔ایچ نجیب صاحب زونل قائد ساؤتھ کیرلہ اور مولوی سلطان نصیر صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم محمد علی صاحب زونل امیر ملاپورم کیرلہ نے تقاریر کیں۔اس کے بعد کیرلہ اشاعت کمیٹی اور مجلس انصاراللہ کی طرف سے شائع کردہ کتب کا محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے محترم ایم اے محمد صاحب سابق زونل امیر کالیکٹ کو دیکر اجراء فرمایا۔

محترم یو منصور احمد صاحب صدر اشاعت کمیٹی کیرلہ زونل امیر کنور نے کتب کا تعارف کرایا۔نماز ظہر وعصر کے بعد واقفین نو کیلئے محترم ناظر اعلیٰ صاحب کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا۔جس میں جمیع واقفین نو بچے اور ان کے والدین نیز متعلقہ عہدیداران نے شرکت کی۔محترم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم قادیان نے خطاب کیا۔محترم صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا۔

شام چار بجے سے پیس کانفرنس شروع ہوئی۔محترم ناظر اعلیٰ صاحب کی زیر صدارت منعقدہ اس اجلاس میں کالیکٹ کے ایم پی شری ایم کے راگھوان صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔محترم پروفیسر پی محمود احمد،محترم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم قادیان نے تقاریر کیں۔صدارتی خطاب سے قبل محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے اسکولوں اور کالجوں میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد صدارتی خطاب فرمایا۔اس خطاب کا رواں ترجمہ مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب نے کیا۔

دوسرے دن کی کاروائی صبح ساڑھے نو بجے محترم پروفیسر ایم کے عبدالکریم زونل امیر پالگھات کی زیر صدارت مکرم ٹی احمد سعید صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔مکرم مولوی سی پی محی الدین کوٹی صاحب، مکرم مولوی محمد اسماعیل آلپی صاحب الپی،مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب،مکرم مولوی کے عبدالسلام صاحب، مکرم مولوی ایچ شمس الدین صاحب نے تقاریر کیں۔اس کے بعد صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا:

بعدہ محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے سات نکاحوں کا اعلان فرمایا:

اختتامی اجلاس: 13نومبر 2011 کو شام ساڑھے چار بجے بمقام کالیکٹ ساحل سمندر پر اختتامی پروگرام کا انعقاد ہوا۔کالیکٹ بیچ پر احمدیہ احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں غیر از جماعت احباب بھی موجود تھے۔دور دور تک جلسہ کی تمام کاروائی کی آواز پہنچ رہی تھی۔اور لوگ غور سے تقاریر سنتے رہے۔کالیکٹ بیچ لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔مکرم کے ایم احمد کویا صاحب کی زیر صدارت مکرم مولوی این شفیق احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔مکرم محمد نی مسلیار صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے مع ترجمہ سنایا۔اس کے بعد محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔اس کا ترجمہ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب نے پڑھا نیز مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب اور مکرم اے ایم محمد سلیم صاحب مکرم مولوی پی اے محمد سلیم صاحب نے مختلف تبلیغی عناوین پر تقاریر کیں۔آخر میں مکرم ایم کے امچی کویائی افسر جلسہ کیرلہ نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔محترم ناظر اعلیٰ صاحب کی اختتامی اجتماعی دعا کے ساتھ کیرلہ صوبائی کانفرنس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

اخبارات وٹی وی چینلز: اس کانفرنس کی پورے کیرلہ میں اخبارات وٹی وی چینلز میں وسیع کوریج ہوئی مختلف زونوں میں باقاعدہ پریس کانفرنس بھی منعقد ہوئی۔

نئی کتب: جلسہ میں درج ذیل کتب کا محترم ناظر صاحب نے اجراء فرمایا: ۔۱۔جہاد۔ ۲۔ذکر الٰہی۔ ۳۔ظہور امام مہدی۔ ۴۔قندیل صداقت کا ترجمہ۔ ۵۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کیرلہ کے خطابات پر مشتمل ایک سوونیئر۔ **(رپورٹ مرتبہ: ایچ شمس الدین۔محمد نجیب خان۔ایم ناصر احمد شعبہ رپورٹنگ)**

بھارتیہ ریلوے۔۔ایک نظر میں

روزانہ ٹرینیں 11,000
روزانہ سواری ٹرینیں:7000
روزانہ سواری:1.30 کروڑ
روزانہ مال ڈھلائی:24.5لاکھ ٹن
روزانہ کمائی:245 کروڑ
لوکوموٹویس:7566
کوچینگ وہیکلس:37,840
فریٹ ویگنس:2,22,147
ای ایم یو اور ڈی ایم یو:7500
کل اسٹیشن:6,853
یارڈس:300
گڈشیڈس:2300
ریپیئر شاپس:700
کرمچاری:13.62لاکھ
کل ٹریک:1,087,06
براڈ گیج:86,255
میٹر گیج:18529
نیرو گیج:3651
کل روٹ 63,028
بذریعہ بجلی:16,001

تاریخ: برصغیر ہند میں پہلی ریل لائن ممبئی اور تھانے کی درمیان میں چلی تھی 21 میل کی اس دوری کے درمیان ریل چلانے کا خیال 1843 میں اس وقت کے ممبئی حکومت کے چیف انجینیر جارج کلارک کے دماغ میں آیا تھا۔

شروعات: 16اپریل 1853 کو 400مہمانوں کے ساتھ ایک ٹرین کو روانہ کر کے بھارتیہ ریل کی رسمی شروعات کی گئی۔ 15اگست 1854 کو ہاوڑا اسٹیشن سے ہوگلی کے درمیان 24 میل کی پہلی مسافر گاڑی چلائی گئی تھی۔جنوب میں مدراس ریلوے کمپنی کے ذریعہ یکم جولائی 1856 کو ویاسار پاڈی جیوانیلیم (ویساسار پانڈی) اور ولا جاہ روڈ

(ارکاٹ) اسٹیشنوں کے درمیان 63 میل دوری کے لئے چلائی گئی۔شالی بھارت میں الہ آباد سے کانپور کے درمیان 119 میل لمبی لائن بچھانے کا کام 1859 کو مکمل ہوا،آج بھارتیہ ریل ہندستان کے ہر شہر سے جڑ چکی ہے۔

(بحوالہ روزنامہ دینک جاگرن مورخہ 26فروی 2012)

اردو اخبارات کی تعداد اشاعت 2 کروڑ 16.5لاکھ
اردو ہندی اور انگریزی کے بعد تیسرے نمبر پر

نئی دہلی 30دسمبر (یو این آئی) بھارت میں پرنٹ میڈیا یعنی اخبارات ورسائل کی صنعت 2010.11ء میں بھی حسب معمول پنپتی رہی اور گذشتہ سال کے مقابلہ اس سال یہ شرح نمود 625فی صد رہی۔سب سے زیادہ اخبارات جن زبانوں میں ہیں ان میں ہندی سرفہرست 7910 اخبارات کے ساتھ سرفہرست رہی۔
اس کے بعد انگریزی (1406) اور اردو (938) کے نمبر آتے ہیں۔جن دیگر زبانوں میں اخبارات کثیر تعداد میں چھپ رہے ہیں ان میں گجراتی (761) تیلگو (603 مراٹھی (521) بنگلہ تمل (272) اڑیسہ (245) کنڑ (200) ملیالم (192) ہے۔ہندوستان میں پریس کی موجودہ صورت حال پر شائع شدہ 55ویں سالانہ رپورٹ کے مطابق تعداد اشاعت کے اعتبار سے ہندی اخبارات سرفہرست ہیں جن کی کاپیاں کل ملا کر 155494770 (پندرہ کروڑ 54لاکھ 94ہزار سات سو70) ہیں۔

اس کے بعد انگریزی کا نمبر آتا ہے جس میں سارے اخبارات کی تعداد کل ملا کر پانچ کروڑ 53لاکھ 70ہزار 184ہے اور اردو پریس میں چھپنے والی تمام کاپیوں کی تعداد دو کروڑ 16لاکھ 49ہزار 230ہیں۔فی الحال رجسٹرڈ اخبارات کی موجودہ تعداد 82ہزار 237ہے اور رجسٹرڈ اخبارات کی نمو کی شرح سابقہ برس کے مقابلہ میں اس سال 625فی صد ہے۔خبر پریس رجسٹرار ٹی جے راج نے وزارت اطلاعات ونشریات کے سیکریٹری ادے کمار ورما کو پیش کی جس کے مطابق نیوز پیپر آف انڈیا کے رجسٹرار آر این آئی نے 31مارچ 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010 کے دوران 13229 ٹائٹل مظور کئے ہیں جس زبان میں سب سے زیادہ اخبارات وجرائد کا اندراج کیا گیا ہے وہ ہندی ہیں،جس میں 32793اخبارات ورسائل چھپ رہے ہیں۔اس کے بعد انگریزی کا نمبر آتا ہے جس میں 11478اخبارات ورسائل چھپ رہے ہیں اور یہ دوسری بڑی تعداد ہے۔'' بحوالہ اخبار ہندسماچار 31دسمبر 2011مرسلہ ایوب خان)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔
(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر:6608 میں ساجنا بانو این زوجہ شریف الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن اگاٹی ڈاکخانہ اگاٹی ضلع لکشد یپ صوبہ لکشد یپ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 11.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونا پانچ گرام قیمت 90000 روپے۔ میرا گذارہ آمد از خانہ داری سالانہ 3600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:۔ ہدایت اللہ خان الامۃ: ساجنا بانو گواہ: عبدالستار کے

مسل نمبر:6609 میں شریف الدین عرفانی ولد شریف الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ فارغ عمر 30 سال تاریخ بیعت 14.9.10 ساکن اگاٹی ڈاکخانہ اگاٹی ضلع لکشد یپ صوبہ لکشد یپ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 11.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 735 سکیئر فٹ قیمت۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:۔ ہدایت اللہ خان الامۃ: شمس الدین گواہ: عبدالستار

مسل نمبر 6611: میں شاہین مرزا زوجہ مرزا اعظیم بیگ قوم احمدی مسلمان پیشہ اُمور خانہ داری عمر 20 سال تاریخ بیعت 2008 ساکن شرمیک کالونی باراں ڈاکخانہ باراں ضلع باراں صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 30.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 20000 روپے۔ طلائی زیور 3 گرام قیمت 8160 زیور نقرئی 4 تولہ قیمت 2280 روپے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مرزا اعظم بیگ الامۃ: شاہین مرزا گواہ: پیر محمد کاٹھات

مسل نمبر 6612: میں سعیدہ زوجہ نذیر کاٹھات قوم احمدی مسلمان پیشہ امور خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن سماٹرا ڈاکخانہ چیتاڑ ضلع پالی صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 23.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 2200 روپے۔ زیور طلائی 2 تولہ زیور نقرئی ڈیڑھ کلو۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نذیر کاٹھات الامۃ: سعیدہ گواہ: ستار خان

مسل نمبر:6613 میں سجیر النساء زوجہ امتیاز علی قوم احمدی مسلمان پیشہ اُمور خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن نرار بھیٹا ڈاکخانہ نرار بھیٹا ضلع ہوبنگائی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 16.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 8 گرام۔ زیور نقرئی تین گرام۔ حق مہر 8000 روپے ادا شدہ۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: سجیر النساء گواہ: ربیع الاسلام

مسل نمبر:6614 میں عائشہ خانم زوجہ محمد سلمان خان قوم احمدی مسلمان پیشہ امور خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن گنیش نگر ڈاکخانہ وگیان نگر ضلع کوٹہ صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 27.11.1 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 500 روپے ادا شدہ زیور طلائی 12 گرام نقرئی ڈیڑھ کلو۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد سلیمان خان کاٹھات الامۃ: عائشہ خانم گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر:6615 میں سلمہ بیگم زوجہ قمر الدین کاٹھات قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال تاریخ بیعت 1994ء ساکن لولوا پاٹیا کہ ڈاکخانہ نینا گاؤں ضلع اجمیر صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 29.11.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 10 گرام۔ زیور نقرئی 1/2 کلو۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: قمر الدین کاٹھات الامۃ: سلیمہ بیگم گواہ: نصیب محمد

مسل نمبر:6616 میں ناصر محمد ولد عبدالشکور قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 27 سال تاریخ بیعت 2006 ساکن مہاتما گاندھی کالونی ڈاکخانہ بلی منڈی ضلع کوٹہ صوبہ راجستھان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 27/11/11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد سلیمان العبد: ناصر محمد گواہ: ناصر احمد

مسل نمبر:6617 میں وسیم احمد فاروقی ولد عبدالشکور فاروقی قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن شاستری نگر ڈاکخانہ جی پی کالونی ضلع جے پور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.11.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کریم منزل جے پور میں 24x10 کا ایک کمرہ ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: وسیم احمد فاروقی گواہ: ربیع الاسلام

مسل نمبر:6618 میں عبداللہ ملاّ ولد شہید اللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن اُتر حاجی پور ڈاکخانہ ڈائمنڈ ہاربر ضلع 24 پرگنہ ساؤتھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 26-12-11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 2.81 ڈسمل پر مکان بنا ہوا ہے۔ خسرہ نمبر 1829۔ قیمت 15 لاکھ۔ میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحمید کریم العبد: عبداللہ ملاّ گواہ: شیخ محمد علی

مسل نمبر:6619 میں بی کویا ولد سید بخاری قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 53 سال تاریخ بیعت 2003 ساکن کاوارتھی ڈاکخانہ کاوارتھی ضلع لکشد یپ صوبہ لکشد یپ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 3-2-11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین مع گھر 700 سکیئر فٹ قیمت 240000 روپے۔ زمین 90.30 سکیئر فٹ قیمت 36120 روپے۔ زمین 132.66 سکیئر فٹ قیمت 53064 میرا گذارہ آمد از ملازمت سالانہ 38000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: چودھری عبد۔۔۔ العبد: بی کویا گواہ: سی جی کنڈوری

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 26 April 2012 Issue No : 17

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S.
$: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

دل کی استقامت کیلئے بکثرت استغفار پڑھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کے صبر واستقامت و دینی غیرت کے ایمان افروز واقعات کا بصیرت افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 اپریل 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام رہتی ہے۔ انسان جب خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاوں اور طوفانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیوں کہ امن کی حالت میں تو سب دوست بننے کو تیار ہوتے ہیں لیکن مستقیم وہ ہے جو ہر بلاووں کے وقت مضبوط رہے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ درود شریف قلب کی استقامت کا طریق ہے اسے بکثرت پڑھو مگر نہ عادت اور رسم ورواج کے طور پر بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج کو مدنظر رکھ کر پڑھنا چاہیئے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل ملے گا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا کہ دل کی استقامت کیلئے استغفار بکثرت پڑھتے رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کرام کی استقامت اور صبر کے بارہ میں بعض روایات بیان فرمائیں اور ان روایات سے ان لوگوں کی استقامت اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے افضال اور اکرام کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام صحابہ کرام دینی غیرت کا نمونہ پیش کرنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ ان پر مشکلات وارد ہوئیں مگر انہوں نے ہر ایک مشکل کا بہادری سے سامنا کیا۔

حضرت نور محمد صاحبؓ بیعت 1906 روایت کرتے ہیں کہ میں بلوچستان بیعت کے بعد مع اہل و عیال چلا گیا میرے استاد کو جب میرے احمدی ہونے کا علم ہوا تو مجھے طلب کیا اور کہا کہ مرزا صاحب کتابوں میں کچھ لکھتے ہیں اور در پردہ کچھ اور ہیں۔ یہ بات میں نے قادیان لکھی تو مجھے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لکھا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ خط موصول ہوا۔

''ہماری تلقین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل میں زیادتی کرنے والا لعنتی ہے'' یہ بات میں نے اپنے استاد کو بتائی اس پر انہوں نے اور دیگر لوگوں نے میرا مذاق کرنا شروع کر دیا میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ الہام خبر دی ''صادق ہے قبول کر''۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کی قبولیت کے طفیل میرا تبادلہ اچھی جگہ ہوا۔

''آپ بیان کرتے ہیں کہ میری تبلیغ کے نتیجہ میں شادی خان صاحب ایک قصاب احمدی ہو گئے لوگوں نے مخالفت میں اس کی دوکان کا گوشت لینا بند کر دیا اور اُسے مارا۔ میں نے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ شادی خان کا مکان بچایا جائے گا۔ ادھر شادی خان صاحب نے بھی دعا کی انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دربار ہے جہاں وہ حاضر ہوئے ہیں اور ان کی مدد کیلئے ایک جرنیل کو بھیجا گیا ہے۔ کچھ دنوں بعد شہر میں پانی کا طوفان آیا مگر اللہ کے فضل سے صرف شادی خان صاحب کا مکان محفوظ رہا۔

حضرت جان محمد صاحب ڈسکوی بیعت 1903 کہتے ہیں۔ ہم احمدیوں کی ڈسکہ میں خصوصی مخالفت ہوئی اور خاص میری کیونکہ میں پہلا احمدی تھا۔ سقّہ کو پانی دینے سے اور خاکروب کو صفائی سے روکا گیا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا اگر مولوی فیروز الدین صاحب اور چودھری نصر اللہ خان صاحب احمدی ہو جائیں تو جماعت میں ترقی ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں یقینا احمدیوں کی ہی سب مسجدیں ہوں گے اور یہ جماعت خدا تعالیٰ کی لگائی ہوئی ہے۔

حضرت عبد اللہ خاں صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت لاہور میں موجود تھا۔ اس وقت ایک دوست کی چیخیں نکل گئیں حضرت خلیفہ اولؓ رونا سن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا میرا ایمان جیسا پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہے حضرت مرزا صاحب اپنا کام کر کے واپس چلے گئے ہیں اب ہمارے لئے کام کرنے اور استقامت دکھانے کا وقت ہے۔

حضرت میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر بیعت 1905 لکھتے ہیں کہ ہم جہلم سے انجمن حمایت اسلام کا جلسہ دیکھنے لاہور آئے وہاں ایک مولوی قرآن مجید اُٹھا کر قسم کھا رہا تھا کہ مرزا صاحب کوڑھی ہو چکے ہیں میں نے اس کے ہاتھ سے اشتہار لیکر دیکھا اور قادیان آکر حضور کی زیارت بعد نماز مغرب کی اور حضور کو مکمل تندرست پایا۔ اس پر میں اور میرے ساتھی حیران ہوئے اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کو ہم نے ساری بات بتائی۔ آپ نے وہ اشتہار دیکھا اور فرمایا: کہ اشتہار بھی آپ نے دیکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دیکھا اب جسے چاہے آپ سچا سمجھو۔ ہم نے حضور سے ملاقات کر کے بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ بیعت میں جلدی نہ کریں ایسا نہ ہو کہ مولویوں کی باتیں سن کر اور مخالفت سے گھبرا کر بیعت سے منحرف ہو جاؤ اور گناہ گار ٹھہرو اس لئے ایک ہفتہ قادیان میں رہو۔ ہم ایک ہفتہ قادیان میں ٹھہرے اور اس کے بعد بیعت کر لی۔ جب ہم واپس لوٹے، میں درزی تھا تو مالک نے کام سے نکال دیا دوسرا آدمی حلوائی تھا لوگوں نے اس سے چیزیں خریدنا بند کر دیں آٹھ دن بعد وہ بیعت سے منحرف ہو گیا اب ہم 2 رہ گئے مجھ پر کئی کئی دنوں تک فاقہ کی نوبت آئی میں نے ساری صورت حال حضورؑ کی خدمت میں لکھی۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا اگر آپ نے استقلال دکھایا تو خدا یہ دن جلد بدل دے گا میں قادیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور افریقہ جانے کی اجازت مانگی حضور نے بعد دُعا اجازت دی اور فرمایا اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے چلے جاؤ مگر سلسلہ کی خبر لوگوں تک ضرور پہنچاتے رہو۔

حضرت غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کی روایت ہے کہ ایک بار میں قادیان پہنچا اور حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگوں نے جھوٹی قسمیں کھا کھا کر میرا مکان چھین لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ لوگ لڑکوں کی شادی اور ختنوں پر مکان برباد کر دیتے ہیں آپ کا مکان خدا کی خاطر گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دے دیگا۔ چنانچہ اس کے بعد میرے دل سے مکان کا خیال نکل گیا۔

شیخ عبد الوہاب صاحب نومسلم کے بارے میں احباب گواہی دیتے ہیں کہ آپ دینی معاملات میں انتہائی غیور تھے مخالفین کے مقابلہ پر سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ ہاں کوئی گالیاں دیتا تو خاموش ہو جاتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعلیم پر عمل کرتے۔

'گالیاں سن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو'

حضور انور نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دینی غیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خلیفہ نور الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پہلے کے واقف کار تھے میں نے لاہور کی چینیاں والی مسجد میں نماز پڑھی۔ وہاں مولوی بٹالوی صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے مولوی صاحب کو گمان ہوا کہ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ میں نے انہیں کہا مولوی صاحب کیا ہر شخص جو مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے وہ آپ کا مقتدی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی غیر احمدی میرے پیچھے نماز پڑھے۔ اس پر وہ حیران ہوئے کہ آپ کی جماعت کا یہ مسلک نہیں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝ (التوبہ: ۱۱۴)

ترجمہ: نبی کیلئے ممکن نہیں اور نہ ہی ان کیلئے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت طلب کریں خواہ وہ (اُن کے) قریبی ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ اُن پر روشن ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں۔

مولوی صاحب کیا آپ کے عقائد مشرکانہ نہیں کیا میں خدا کے حضور یہ دُعا کروں کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور جو شخص تیرے نبی کا منکر ہے اُسے گالیاں دیتا ہے اُسے بھی بخش دے۔ میں نے حضورؑ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ اس پر حضورؑ مسکرائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ کے تمام صحابہ کرام استقامت کے اعلیٰ مقام پر قائم تھے۔ ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے مگر انہوں نے امام الزماں کا ساتھ نہ چھوڑا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی اولادوں کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام صحابہ کرام کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی صبر و استقامت قائم کرے ان کی نسلیں اپنے آباؤ اجداد کی مانند خلافت حقہ اسلامیہ سے پہلے سے بڑھ کر وابستہ ہوں۔